

اُردو کے شری راہیوں کا پہلا اور واحد انتخاب سالانہ

Under Jit Lal has done a signal service collecting the selected writings of those from Pitras to editor himself

Times of India

The compilation has fulfilled a long felt need in Urdu prose humour

مسکراہٹ جلدی مسکراہٹ

Patriot

Rs 40

اندر حیت لال — آٹھ جیمیاں

ریز نظر کتاب میں بطرس، یوسفی، کور، کرشن جسد سوکت بھالوی، اس اس
احمد جمال یاسا، رشید احمد صدیقی، فرقس کا کوردی و ماہت علی سد طوی شمعین الزکا
مکر تو لوسوی، یوسف المم حضرت آوارہ، اندر حیت لال و غیرہ کے ۳۳ شاہکار جمع
کر دیئے گئے ہیں۔ خصوصاً اسلانیہ مسکراہٹ اب کو سامے مرانیئے شرمے رراع کہیے گا
یہ شاہ یاروں کا انتخاب کر کے مولف نے ایک بہت بڑا کارنامہ سرا سم دیا
— (وماہت علی سد طوی)
* مولف کی ستموار تخلیقات جسی ہیں لگتیں، ملکہ پیاری لگتی ہیں جس سے اندر حیت
کے دو نظموں کی تائید کرنی پڑتی ہے
— (مکر تو لوسوی)

قیمت 35 Rs

کر۔ کیا لال کچور

دلستر مزاحیہ نئے مضامین

نئے شوکونے

- ہندوؤں و دیگر کے اس متنازع مزاح دلستر نگار کی تاہریں حلاعات
- کچور جرم ہے ۱۹۹۱ء تک انڈیا انتخاب سامع ہوتے لیکن اس کے مدد کو اسباب۔
- حسب سکا
- اس میں میں سالوں میں وہ اس باب و رساں میں لکھے رہے۔ پانچ پہ لیسرہ دیتے
- دہے موجودہ انتخاب حمد اہولہے رکرواں دہگی س دیا داس کا معلوم ہوا
- یہاں ہر سال انتخاب سال اسطر عام آتا ہے
- معاشرتی ہنر اور ادبی مدعاں لے دو باری رجب پسندی رسوت چور
- اری اور سماجی و عیانی سال پر یہ لیسرہ و مزاحیہ مضامین ہیں

اسی عمل میں کسی جھوٹے شخص کا ذکر بھیڑا تو احسان دانش فرمائے گئے۔
 ”اجی اُس کی کیا بات کہتے ہیں، وہ شخص تو صرف اس جھوٹ لولا ہے،
 تمنا مکس آٹما، اور ساری محفل اس مٹی ترکب، مکس آٹما کو س
 رکشت، رعمرال بن گئی



ایک مارا شرف مسوچی کسی کام سے حعیط جال دھری کے گھر گئے، وہاں
 ابھوں سے حعیط خالد دھری سے کوئی کتاب طلب کی، جو کسی الماری میں مقفل
 تھی، حعیط صاحب نے میٹھے میٹھے ہاتھ لگائی۔
 ”سگم! دریا چانی دینا، ایک کتاب نکالنا ہے۔“
 اس پر مسوچی صاحب چہک کر لوئے۔
 ”ہاں ہاں! صردور چانی دیجئے، انہیں! یہ بھی اب حا پانی کھلو اس گئے
 ہیں، چانی کے تعبیر ہیں چل سکتے۔“



شاہد احمد دہلوی پاکستانی ایس آکر کراچی ریڈیو سے گانا شکر کے لگے تھے اور
موسیقی کے سن بھی لٹر کیا کرتے تھے حکومت نے فونمی اصلاح کی عرض سے حکم جاری
کیا کہ پروگراموں کے درمیانی وقفوں میں مختلف قسم کے اقوال لٹر کئے جائیں مثلاً
بھوٹ مت لولو، تھو کئے نہیں و عمرہ وغیرہ۔

ایک تمام شاہکار ہے تھے گانا ختم ہوئے برا ماؤ سر کی آواز سنا
دی "اچی اچی شاہد احمد جیٹ خالدھری کا کلام سنا ہے تھے" اور اسکے
ساتھ ہی یہ مقولہ لٹر ہوا "محش کلامی سے ہم ہیر کیجئے؟"
یہ اماؤ سر مرزا یاس یگار چگیری کے صاحبزادے تھے اور جت شاہد
کو اس اتفاق مذاق کا تیا چلا تو کہنے لگے۔

"کاش اس روجوداوی ہی نصیحت اپنے مرگوار کو کی ہوتی"
اماؤ سر صاحب نے یہ مشورہ مانا یا نہیں تاہم اتنا ضرور ہوا کہ اس
حادثے کے بعد اقوال کو لٹر کرنے کا دستور ہمیشہ کے لئے ختم ہو گیا۔

~~~~~

ایک عمل میں جہاں رانم الحروف بھی شریک تھا مقبول جاگیر سید  
عطر زیدی کی وفات کی خبر سنا تے ہوئے احساں دانش سے کہا کہ۔  
"حوش صاحب تو ضرور اس کے حال سے پر آئے ہوں گے؟ اس پر احساں  
صاحب چہک کر بولے "اوپہم ادہ تھیں تو ایسے حال سے پر آئیگا  
عطرت کے حارے پر آئے کیا حاک آما ہے؟"

~~~~~

مدد دے کر دیا

تہذیب و تمدن

”محسن ترقی پسند مصنف کے تو فریاد اسلام پسند مصنفین اور قلمبردار مصنفین کے نام سے دو انجمن قائم ہوئیں، چراغ حسن حسرت نے حب سنا کہ اس مصنف کے نام سے ایک اور انجمن رہی ہے، لو کہے لگے۔“

”ہم اے حال میں ترقی پسند، اسلام پسند اور عمر سعد جیسے ماموں کے معاملہ میں انجمن مصنفین بہت کم حقیقت سامان معلوم ہے، اس سے لڑا پھلے کہ اس انجمن کا نام فقط مصنفین رکھ دیا جائے۔“

تہذیب و تمدن

رور نامہ ”امروز“ کراچی میں ایک مراسلہ پھپھا جس کا عنوان تھا ”آدار دوز انصاف کو انصاف کہاں ہے؟“

لاہور کے ”امروز“ میں چراغ حسن حسرت نے ”حرف و حکایت“ کے کالم میں اس کے جواب میں لکھا۔

”حضرت! اگر انصاف کراچی میں نہیں تو لاہور میں بھی تو نہیں معلوم ہوتا ہے کہ بیچارہ انصاف گری کا موسم گرے مری چلا گیا ہے، آخر وہ بھی کتنا کرے؟ لاہور دالے بھی اسے آداریں دے رہے ہیں، کراچی میں بھی لوگ اسے دم بھر کے چس نہیں لیے دیتے، ادا بطر دے اور جھل ہوا اور شور مچ گیا کہ آدار دوز انصاف کو انصاف کہاں ہے، اسلئے اگر وہ بھی سارے مری چلا گیا ہے تو آداریں دے دے کہ اسے یریشاں تو رکھئے۔“

ہو کر آپ کو یہ سچاں یا یا لو ہے چارے کو خاص مانوسی ہوئی، کہے لگا "مولانا! آپ اگر دوسرے رک کر اپنا معارف کراہتے تو مجھے یہ بے دہ کی تہاں نہ بھیلا بڑتی، مولانا، میں کڑسکر ائیے۔"

تہہ تہہ تہہ تہہ

ایک مرتبہ کا ذکر سے کہ یہ دینسرا احمد شاہ بیطرس عاری حرم ایک انگریز دوسرے ملے گئے، اس کی سیکرٹری کوئی مک جڑھی حانوں تھی، اس کے اور بیطرس کے درمیان جو مکالمات ہوئی وہ درج دل ہے۔

"آپ کا نام؟"

"احمد شاہ بیطرس عاری"

"کس کرے ہیں؟"

"ریڈیو میں ڈائریکٹر حرل ہوں"

"صاحب سے کبھی پہلے بھی ملے ہو؟"

"جی نہیں"

"اچھا کل آنا"

اور بیطرس واپس لوٹ آئے، اگلے روز پھر دس وہی باتیں ہوئیں اور سیکرٹری صاحبہ نے کل آئے کا متورہ دیا، تیسرے دن بیطرس نے حانے ہی کہا، "میرا نام بیطرس عاری ہے، ریڈیو میں ڈائریکٹر حرل ہوں، صاحب سے پہلے کبھی نہیں ملا اور اب میں کل آؤں گا۔"

سیکرٹری صاحبہ یہ س کر سکر ائیں اور صاحب سے بیطرس کی ملاقات کا

ہر ونیسرا اولاد احمد صدیقی کی شادی ہو گئی تو اس سے احمد جمال پاتائے ایک
 دل پوچھا۔ ”حب آپ اپنی بیوی کو خط لکھیں گے تو —
 ”آپ کا اولاد — یا آپ کی اولاد لکھیں گے —“

~~~~~

حاجہ اشعۃ لکھنوی کے دروازے پر کسی خوش آواز فقیر نے صدالکائنات ادا  
 کوئی تعریف کیا۔

اشعۃ صاحب کے حور و سالہ بھائی نے اس سے کہا  
 ”ٹھہرو! میں ماموں ماں کو مطلع کرتا ہوں“

امداد کا کہ اشعۃ صاحب سے کہا ”کون صاحب آپ کو ماہر بلائے ہیں؟“  
 اشعۃ صاحب نے کہا ”مام تو یو تو یا ہوتا“

”کون سا عرصہ؟“ آپ کے دھوکے میں بھسکے عرل سانی شروع کر دی۔

~~~~~

مولانا طہر علی ماں رحمۃ اللہ کے ماتھے میں چراغ حسرت کا خیال تھا
 کہ وہ خوب موٹے تانے جو گئے، مگر حب! وہیں دیکھا تو سمجھ آیا وہی ہوئی اس
 کی دھ حسرت صاحب سے یہ بتائی کہ وہ ہر دور صبح اٹھ کر در شکر کرتے اور
 میلوں تک پیدل دوڑتے چلتے جاتے ایک مرتبہ آپ صبح سی صبح کیس در شکر لاڑ
 لگا ہے تھے کہ ایک پولیس والے کو کچھ شہہ ہوا اس سے آدار دی تو مولانا کو دل
 مٹی ٹوٹ گئی اور سر پٹ دوڑ کر کھڑے ہوئے اب سپاہی بچے بچے اور آپ آگے آگے
 ایک حال لیوا اور دھوکے بعد وہ آپ کے پیچھے دھڑ دھڑلے میں داخل

بھاگ کر دتر میں جا گئے اور کمرے میں جا کر لو کر سے کپڑے منگوائے اور وہاں سے معافی
 مکی ہمان حرام واقعہ سے دم عود ہو گیا تھا کہ جسے لگا
 "رہی لو اک ادا نے دلداری ہے"

~~~~~

اور حاجی لقی لقی کو تو ہم جانتے ہیں وہی جس کے پیسے بھی تراب کی لڑائی تھی  
 وہی "رطد" کا کالم نویس، ایک شام جب وہ اپنے دتر سے اٹھے ہی دالا تھا  
 کہ ایک بے نکل دتر آگیا۔

"کتے پیسے ہیں بہاری حب میں؟"

لقی نے اس الفاظ کے ساتھ اس کا حیر مقدم کیا۔

اس نے اپنی حیر کو ٹٹولتے ہوئے بتایا۔

"ڈیڑھ روپے کے لگ بھگ۔"

لقی کی ماچھیں کھل گئیں

"لو مل ہو گا سہ — ایک روپہ میرے پاس بھی ہے"

"نکس اس سے کسا ہو گا؟"

"بھڑے کا ایک یو اے کر پیش کرے"

"ایک یو اے سے دو آدمی —"

"ارے میاں، اتنا ستر ہو جا ہیگا کہ فلاں رسالہ کے مالک سے پیسے کے لئے

دو مارہ پیشی مانگتے ہوئے شرم محسوس نہ ہوگی۔"

~~~~~


قلم کو آپ مرا استعمال کر رہی ہیں اور لکھتی ہیں 'قلم خود ہے'۔

بہت سی باتیں

حکیم، سعید، دلہوی، لاہوری، آصفی کے حوالی اڈتے، کھڑے، لمبا رے
کا انتظار کر رہے تھے، اتنے ہی صبحی صاحب بھی ہوا دیکھے، اتنے میں حکیم صاحب کو
میت، الحلا، کی ضرورت محسوس ہوئی، 'ابہوں بے عسوجی صاحب سے کہا کہ
"درسا ماں کا خیال رکھیے میں بیتاب کر آؤں"

صبحی صاحب جھمک کر بولے

'حکیم صاحب، اتنی پریشانی بھی کیا، جس حد تک آپ کو ناروغ المال ساما
ہے، دسی آپ کو ناروغ البول بھی کر دے گا؟'
یاد رہے کہ مانوں کے سلسلے میں حکیم صاحب واقعی "ناروغ المال" میں؟

بہت سی باتیں

آغا شورش کا سمری ایک مارسل کر رہے تھے، اتنے میں کوئی ملاقاتی آنا ہوا تھا
راہ بند کر کے کھد کر بھٹکے ہوئے تھے اور غسل کر کے سوچا، چاہتے تھے اسلئے مارسل غسل خانے
کے کواڑ سے منہ لٹا کے کہا "آغا صاحب، اکس مارسل کوئی صاحب ملاقات کے لئے
آئے ہیں، دیکھتے ہیں کہ مجھے حلد واپس چاہا ہے، دیر ہو گئی لوگاڑی مکمل ہو گئی۔"
شورش کا سمری کو ایسے جہاں کا اس قدر خیال آنا اور اس خیال میں اس قدر
نو کھلائے ہوئے مارسل کے کپڑے پہنے کا بھی خیال نہ رہا اور گئے ہی تو لیہ کا مدھے پر
ڈالے غسل خانہ سے مارسل آئے

ملاقاتی حیراں ہو گیا، لڑکے اسلئے سے عربیائی کی طرف لوتہ دلاتی ہو رہے

” مجھے دو تیر دل سے لے حد یہاں ہے “

ساحرا دوشو در تن بہر تن گو تن ہو گئے اور احقر نے اپنی مات کھل کر لے کر لے لیا
 ” تن اور تن سے — میں یہی سکرٹ اور تن یعنی شراب “ اور پھر دوسرے ہی لمحے
 اپنے عقیدت مندوں کی طرف لٹو ڈالتے ہوئے لے لے۔

” اور صرف یہی نہیں، میں یہی ساحرا اور تن یعنی شورش بھی “

~~~~~

مولانا تاجور محیب آبادی کے ایک شاگرد بہایت پُرگو تھے، ایک ایک دل میں جاکر  
 عربی اصلاح کے لئے مولانا کی خدمت میں پیش کر دیتے تھے۔

ایک روز گھر لے کر آئے اور مولانا سے کہنے لگے۔

” حضرت علامہ! اعصاب ٹوٹ گیا میری عربیوں کی سیاق کسی نے چرائی ہے “

مولانا تاجور محیب آبادی اطمینان کا سانس لے کر کہنے لگے۔

’ عزیزم! اس نے بھی نہ کار حیر سرا محام دیا ہے اس نے یوری اردو دستاوری بر

احسان عظیم فرمایا ہے “

~~~~~

میڈم اور جہاں کسی مک میں گئیں اور چیک کاٹنے کے لئے انہیں قلم کی ضرورت
 پیش کی، انی انعام سے وہاں اشرف مسوجی صاحب موجود تھے، انہوں نے اپنا قلم پیش کیا
 چیک لکھ کر میڈم حسب دستخط کر کے گئیں تو انہوں نے وہاں لکھا۔

اور جہاں بقلم خود — مسوجی صاحب در اول آئے

’ میڈم! انعام مسوجی لکھتے ‘

اچھی پھیوڑی ایک مشاعرے میں ملائے گئے جس میں بہت سے شاعراں کی
یسد کے رہتے ابوں نے اپنے تخلص کا سہارا لے کر یہ مقطع پڑھا ہے
ادب لواری اہل ادب کا کیا کہنا
مشاعرہ میں اب اس ملائے جاتے ہیں

تہہ بہت بہت

پطرس ہماری کی موجودگی میں اُردو کے دو مشہور شاعر آپس میں بحث کر رہے تھے
کہ شعر میں "اعلاں لوں" کا مرے یا ہنس،
دیکھ بحث مباحثہ کے بعد وہ کسی فیصلہ پر نہ پہنچ سکے تو پطرس نے کہا۔
"اگر واقعی آپ حضرات لوں کے اعلاں کے خلاف میں تو ارادہ کریم" "اعلاں لوں" کی تعانی
"اعلاں لوں" کہے۔

تہہ بہت بہت

احقر شیرازی کو شراب پیتے دکھ کر اُن کے ایک ماہر دوست نے نصیحت فرمائی
"حد اکتے پیتے مرنے اس عمارت میں سو ڈایا پانی ملا لیا کیجئے اس طرح میوے
سے دل ملتا ہے" احقر نے رٹ دیگ "خلق میں اڈ پیتے ہوئے کہا۔
"مولانا! اندر سے جانتا ہے کہ میرے اس طرح پینے سے دراصل کس کا دل ملتا ہے؟"

تہہ بہت بہت

احقر شیرازی شراب کے نشہ میں دھت تھے کہ ایک ساتر لڑکا ساوی اور شہر میں
کا شہری مل گئے ساتر نے ہایت عمدت سے احقر کو سگرٹ میں لگا تو احقر صاحب
سگرٹ کے لیے لیے کش لگاتے ہوئے جھوم کر لوے۔

ایک مشاعرے کے درمیان حسبِ وقوعہ ہوا اور شاعروں کو چائے پیش کی جائے گی
 دو حامد شاہ جہان یوری کے بچے لے کہا۔ ”نفس حال چائے؟“
 حامد صاحب نے ابھیں آنکھ سے مسح کیا تو نولا۔

”اتنا جیسے اتنا پیٹے اور بس ایک پیالی چائے کیا گھر پر آپ کو نہیں ملتی چائے؟“
 شب چٹ چٹ چٹ

کر ل عید نے ایک مار پطرس بخاری سے کہا۔
 اگر آپ اپنے مصائب کا مجموعہ چھپوائیں تو اس کا نام ”صحیح بخاری“ رکھیں
 پطرس مرحوم نے جواب دیا
 ”اور اگر آپ اپنی نظموں کا مجموعہ چھپوائیں تو اس کا نام ”کلام عید“ رکھیں۔“

شب چٹ چٹ چٹ

ایک دفعہ شوکت کھالوی سخت بیمار پڑے، بہانہ کہ لائے سر کے مال جھڑ گئے دوست
 احباب ان کی عیادت کو پہنچے اور ماتِ حیات کے دوراں میں ان کے گئے سر کو بھی
 دیکھتے رہے، سب کو متعجب دیکھ کر شوکت کھالوی نے
 ”ملک الموت آئے تھے، صورت دیکھ کر ترس آگیا، بس صرف سر پر ایک چپت
 رسید کر کے چلے گئے۔“

شب چٹ چٹ چٹ

علامہ کیسی گرامک صاحب نے ماں پیش کیا اس وقت کیسی صاحبہ مصروف
 دامت بہن لگائے تھے، انہوں نے پاں لیے سے معدوث کی اور کہا۔
 ”اس وقت پاں کھانے کی مستیں ہیں ہے۔“

ایک سرکاری افسر صدر مشاعرہ تھے اور لوح ماروی مرحوم ایسا کلام سنا سے تھے
صدر مشاعرہ حیرت اور غور سے لوح کا کلام سن رہے تھے، جب ایسا کلام سنا چکے تو صدر
مشاعرہ اپنی افسرانہ شان کے ساتھ اٹھے اور حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہے گئے۔
"لوح صاحبِ اسوٰء" مجھے حیرت ہے کہ آپ غیر ملکی ہونے کے باوجود اردو دنیا
میں اتنی اچھی شاعری کر لیتے ہیں؟

لوح صاحب کا مزہ حربے کھل گیا "جی کیا درمایا، غیر ملکی؟"

صدر مشاعرہ نے افسرانہ معصومیت کے ساتھ جواب دیا

"جی ہاں! غیر ملکی" ماروے کے رہے دلے ہیں ما آپ؟ ایک ماروی کا
اُردو میں اتنی اچھی شاعری کرنا کھنی کمال ہے۔"

~~~~~

ایک محل میں قیوم بطرے یوسف طھر کے ایک شعر کی تعریف کرتے ہوئے کہا  
"کاش آپ اتنے مودود ہونے کی میرے تمام گیت لے لیتے اور مجھے یہ شعر دے دیتے۔"  
یوسف طھر نے ماسف بھرے لہجے میں جواب دیا "کاش میں اتنا مودود ہوتا۔"

~~~~~

ایک ریڈیو متاعرے میں ایک گستاخ چھو کر سناے یوسف طھر کی غزل پر
بہتر جس کی ان اشعار نے حال میں۔"

آپ بے چمک کر فرمایا۔ "میں شاعر ہوں؟ ال مرہم ہیں کہ مرودہ اشعار میں
روح بھوک سکوں؟"

~~~~~

دی جاتے گی وہ غیر معرہ ہوگی اور حب شاعر نے سامعین کی توجہ دلائے کے لئے کہا کہ  
حصراتِ رماں دیکھئے تو میں یہ سمجھا کر اب ہر مہ کھول کر رماں دکھائیں گے

~~~~~

ہندوستان کے ایک مشاعرے میں لور میرٹھی کے بعد مولانا لور صابری نے ایسا کلام
سامعین کو اپنی ماتھے اس لئے لور صاحب کی عمر کا ہر مصرعہ دہرائے جو مولانا کو بلایا
ع اب اس کا رمانہ ہے اب اس کی حوائی ہے

مولانا شمع پر تشریف لائے اور اس کی طرف اشارہ کر کے ہوئے فرما ع
اب اس کا ٹھہرا ہوا ہے اور مری حوائی ہے

~~~~~

ایک مشاعرے میں ایک دوستق صاحب نے ایک عمر سالی حسن میں ستر  
مصرعے نقل کیے تھے۔

حب سالی سعیدی صاحب ایسی عمر یڑھے کھڑے ہوئے ہوا ہوں نے کہا۔

”اب میں اپنے کہے ہوئے اتنا خود شمار ہوں؟“

لعل ”خود“ پر بہت داد ملی۔

~~~~~

ستر حوائی سے قل تعرا و حصرا کر سیوں پر بیٹھے تھے مشاعرہ شروع ہوئے سے
ا مواء کرتی نشست ہو چلا گئی ماتھے اس لئے تعرا کو کر سیوں پر سے

ہوئے کہا

اب اہل فن کا روال ہو رہا ہے ؟
~~~~~

”ادہ محمد“ ہے، خوش طبعی کے محمود کا نام ”مادہ مردوش“ ہے۔

شادے ہائیت یا رمدی سے درماقت کیا۔

”و اس لحاظ سے آب کی کباب کا نام ”مرعہ رسل“ کیسا ہے گا؟

~~~~~

نظم معرٹے کی مدمت کرتے ہوئے آقا سید ابرکت نے کہا۔

”قافیہ کی اہمیت، مگر یرے قافیہ سے شعر میں صوتی حسن پیدا ہوا ہے اور قافیہ

ایک طرح سے شعر کا رولور ہے۔“

قوم لطرے یہ سالا کہنے لگا۔

دلیکس — ہمیں محتاج رولور کا جسے حولی حلاے ری۔“

~~~~~

واب سائل اور مولانا سجاد ایک شاعرے میں اکٹھے نہیں پڑھتے تھے اتفاق سے

ایک جگہ ہیں دونوں اسامہ وہ گئے مولانا سجاد اپنی عمر لکال کر پڑھے لگے کہ واب

سائل سے ابھیں روکا اور کہا۔

”دیکھو یہ تدبیری نہ کرو۔“

سجاد نے ابھیں حیرانی سے دیکھتے ہوئے عمر لکال میں رکھ لی اور لوٹے

”اچھا تم تدبیری نہ کرو۔“

~~~~~

یاد معیوری نے مشاعرہ کا مذاق اڑاتے ہوئے کھا ہے کہ ”ایک دعوت نامے میں

لکھا تھا۔ ”سامعین کو معترکہ دی جانے کی“ جس سے میں یہ سمجھا کہ شاعرین کو جو جگہ

”قتیل صاحب! آپ کا ایک شعر ہے یہ
 اڑتے اڑتے اُس کا بچھی دُورانی میں ڈوب گیا
 روتے روتے میٹھ گئی آوار کسی سودائی کی
 میں نے اس کی پروڈی کی ہے، نکل اس کی محائے دولعلوں میں ترمیم کی ہے۔
 اڑتے اڑتے اُس کا بچھی دُورانی میں ڈوب گیا
 روتے روتے میٹھ گئی آوار قتیل شہائی کی

~~~~~

عبدالمحمد سارک کو ایک مارکنی ل حلے لے لکھا۔

آپ اپنے رسالے میں گراؤ کن حیریں پھاتے ہیں اور عام لوگوں کو یہ قوف سا کرایا  
 اُتو سیدھا کرتے ہیں؟

سارک صاحب نے بہانیت حلیمی کے ساتھ جواب دیا۔

”ہم تو جو کچھ لکھتے ہیں مک و قوم کی ہوسودی کے مدد کے ریموٹ کنٹرول سے اور اگر ہر اڑن  
 قاریں میں آپ جیسا ایک آدمی بھی ہمارے کسی مضمون سے متاثر ہو کر بیک راہ اعتبار کر لے  
 سکیں گے ہمارا اُتو سیدھا ہو گیا“

~~~~~

مسٹر شاہجہاں پوری اپنی ستریں سارک کو کھاتے ہوئے ریش کار شاد سے کہنے لگے۔
 ”صاحب! میں اسادواں پھپھو کر شائع کرنا چاہتا ہوں لیکن ریتانی نہ ہے کہ
 اس کے لیے مناسب نام نہیں سوچھ رہا اپنے غلطی کی رعایت سے مجموعہ کا نام رکھا جاتا ہے
 سدا جیے ناں ملاوٹی کے مجموعہ کا نام“ ماقیات نالی ہے۔ محمود دہلوی کے مجموعہ کا نام

مخروج سلطان پوری سے ساتھ لہیا لوی سے برہم ہوتے ہوئے کہا۔
 'یاد رکھو ساتھ احب تم مرا ڈگے تو اُردو کا کوئی ترقی پسند ادب مہا ہے حارہ
 کے ساتھ ہیں جانے گا؟'

ساترے اپنے چپک رہے جہرے کو سہلاتے ہوئے جواب دیا۔
 "مجھے اس کا کوئی علم نہیں، لیکن میں پھر بھی ہر ترقی پسند ادب کے حنائے میں سرک
 ہو گیا۔"

چندے تکلف شعرا میں پروڈیوں کا ذکر مودبا تھا، ایک صاحب کہنے لگے
 "پروڈیوں میں اصل لطف یہ ہے کہ اصل شعر میں معمولی سے تصرف کے بعد
 راج پیدا کیا جائے؟"

قتیل شنائی نے یہ سنا تو لوے
 'میں آپ سے اتفاق کرتا ہوں، پروردی میں ایک آدھ لعل کی ترمیم سے سی
 کی ماب پیدا کرنی چاہیئے، عدم کا ایک شعر ہے

ساید مجھے کمال کے بچھپائے ہوں آپ

محل میں اس حال سے پھر آگیا ہوں میں

میں نے اس کی پروڈیوں کی ہے

تاہذ مجھے کمال کے کچھ کھارے ہوں آپ

محل میں اس حال سے پھر آگیا ہوں میں

یہ شعر سکر سکھی شاعر کھلکھلا کے مہس دیے لیکن چند لہجوں بعد ایک شاعر قتیل

صاحب سے مخاطب ہو کر گویا ہوئے۔

طسّر آدر مافت لیا۔

”کیوں محبوں صاحب! آپ کا کمر لی پسداد کس عقائے معرب کا نام ہے؟“
 ”محسّوں صاحب! میں نہیں بولے کی بجائے سمجھ گئی سے یوچھے لگے“
 ”کیوں بلکہ! آخر کمر لی پسداد بھی کوئی حادہ ہے؟“

تہتہ تہتہ

گرمی کے موسم میں کوئی نو عمر ادب عند الحمد سالک سے ملے اُس کے پاس آئے
 سالک صاحب کے کمرے میں بجلی کا کیکھا جیل رہا تھا جس کی ہمیں بھیسی خوشبو پھیلی
 ہوئی تھی اور ہر چیز پر مہ اور عمارت سے رکھی ہوئی تھی وہ ادب کمرے کی تاداد
 دھما سے متاثر ہو کر کہنے لگا

”سالک صاحب! آئیے لو ایسے کمرے کو مائل جذبہ مار رکھا ہے؟“

سالک صاحب نے فوراً جواب دیا

”ہیں صاحب! آپ کے آئے سے پہلے اس حقت میں عمال کی لمبی تھی؟“

تہتہ تہتہ

کسی بے چراغ حسّ حسرت سے کہا۔

”مٹوئے آپ کے ماے میں لکھا ہے آپ تو محسّ ایک نُدت میں حسّ میں شکل!“

کے معے دیکھے جاسکتے ہیں؟

حسرت سے مللا کر جواب دیا۔

”اور مٹو ایک محسّ مادل سے حسّ کے مطالعہ سے حسّی قسیر اسی پائیں بکھائے ہیں“

تہتہ تہتہ

شوکت نقلاوی اور وقل ملگرامی ایک ساتھ کہیں سہرا کرے مجھے کایور شیش پر
 ایک یلد میں حبیبہ کو بیکہ کر شوکے کہا ” وقل صاحب! آپ اتے تھے دکائیں
 کمرہ بکس کو بکس ساکتے میں لیکس اس جلسہ کا بوسہ لے سکس تو بات سے
 وقل صاحب نے جلد بخون تک اپنی دارھی کو کھاتے ہوئے تامل کیا اور پھر ایک
 دم بوسہ لے کے بعد جمع جمع کر دیا شروع کر دیا اور کہے گئے
 ہائے میرن کور لطرہ رہا بھی ہو بہو اسی شکل و صورت کی بھی موجودہ کے بھی ایسے
 ایسے ہی حدود حال تھے اور ایسی ہی چال ڈھال تھی
 وہ حبیبہ سہم کر ایک طرف کھڑی ہو گئی دوسرے لوگ بھی ہر مہم کو دیکھ کر وہاں اکٹھے
 ہو گئے اور بالآخر سب نے وقل صاحب سے ہمدردی کر کے کہا کہ ابھی وہاں سے بھیج

تہہ تہہ تہہ تہہ

دا
 ساجد ہمالوی کے کسی دوست نے اس سے کہا ” یا ساجد! تو ہماری ریلو
 ساجد! اسے آسودہ سے اب تمہیں شادی کر لینی چاہیے۔

ساجد نے غیر معمولی طور پر سجدہ ہو کر جواب دیا
 ” چاہتا ہوں بھی ہوں لیکس کسی ایسی خاتون کے ساتھ کرنا چاہتا ہوں جو کواری
 ہوئے کے ساتھ ساتھ اشکیک بول بھی ہو لیکس ٹریڈی ہوے کہ دونوں صفات ایک ہی
 وقت میں کسی ایک لڑکی میں نہیں ہوتیں، یا وہ کواری ہوتی ہے ماں ٹیک بول ہے

تہہ تہہ تہہ تہہ

کسی شاعر نے میر تقی میر کا کلام اس سے پہلے کہے گئے۔
 ات اس عاشقہ رنگ میں کچھ اشعار عرض کرنا چاہتا ہوں اگرچہ یہ میر اصل کی

یاس جیگری کسی متاعے میں اپی عمل سائے سائے حب مطع پڑھے لگے
 پڑھکے ہب پالے ڈس چکے ہب کالے
 مودوں کے مودی کو فکر بیش عصب کیا
 لو کسی میں چلے بے پہلے مصرعہ میں تو رسم کرتے ہوتے کہا شروع کا ہے
 سر را گناہ خود مودیوں کے مودی میں
 مودیوں کے مودی کو فکر بیش عصب کیا

~~~~~

راد لیٹڈی کے ایک مشاعرے کے لئے لاہور سے کچھ شعراء کو مدعو کرے  
 لئے گزار رسم حصر احساں دانش سے ملے  
 انہوں نے سوال کیا ”آپ کتنے پیسے دے سکیں گے؟“  
 گھرارے کہا ”آپ کو تیس سو روپے دیے جا سکیں گے۔“ رادہ سے رادہ  
 معاوضہ سے اسی رقم کو قبول فرماتے ہوئے حال بہادر حبیط خالدھری نے بھی  
 شمولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔“

”حصر اکہاں حال بہادر اور کہاں مردور سا عرا حساں ایکس سداہ لوار  
 میں اپنے مقام سے کسی قیمت پر نہیں گرنا چاہتا اور پانچ سو روپے سے ایک یا  
 کم نہ لوں گا“ میں بہت چھوٹا اور حبیط صاحب لاکھ روپے شاعر بھی لیکن یاد  
 رکھئے ”وودھ کتنی معید اور عمدہ تھے“ لیکن گلی گلی میں دروخت ہوتا ہے اور ترس  
 انتہائی مذہم اور مملک ہوئے کے مادہ واپے مقام میں رکھی ہے

~~~~~

مشاعرہ کے شیخ سکرٹری نے حضرت دل شاہ بیوری کو کلام سائے کی درخواست
کی تو ان کا تعارف کرتے ہوئے کہا۔

”آپ دل میں اور عاشقوں کے ہر پاسے میں رہے ہیں۔
دل صاحب اس کے جواب میں شعر پڑھتے سے پہلے کہنے لگے
”یکساں وہاں ہیں ملکہ معنوں کی مٹیوں میں رہتا ہوں“

~~~~~

ہندوستان کے ایک مشاعرے میں پہلے تمام کے وقت بہت سے شعراء ہر کی  
سیر کرنے کے اتفاق سے سہریں دکتیاں موجود تھیں ایک پرستلم مشاعرہ کے ساتھ  
ماہور عجیب آمادی سیاب اکبر آمادی اور ساعر نظامی سوار ہو گئے ان دوسری  
صرف ماس کے جھنڈے میں آئی  
ان دنوں ماہور اور ماس کی چٹمک روڑوں پر تھی تا خودے ماس کو چھڑے کے  
لے مٹکراتے ہوئے کہا۔

صاحب! ہم نو سوتل آدمی میں زندگی کے ہر تھکے میں جماعت کے قائل ہیں  
یہاں تک کہ کسی میں بھی ٹھٹھے میں لوہیں آدموں کو ساتھ لے کر  
ماس کے کالوں میں حب الیاط کی کھک ٹری لڑا ہوں نے تھلا کر لپا ایک

شعر پڑھ داسے

حصر سرل اپنا موں ایسی راہ جلتا ہوں  
میرے حال پر دیا کا سمجھ کے ہنسی ہے

~~~~~

میاں صاحب نے حسب عادت ہدایتِ حدہ مشائی سے ایسے سوالوں کا حرمِ علم کیا لکر راب کو کھائے کے بعد عصمت سے اتہانِ مشفقانہ لکھے میں کہنے لگے

تمہیں علم ہے عصمت، ہمارے کھائی عظیم بیگ حب لاہور میں آئے تھے لو

میرے ہی اہل کھرتے تھے میرے ساتھ ال کے برادر مراد اسم تھے اس رستہ سے میں

تمہیں ابھی چھوٹی ہیں سمجھتا ہوں

اس اسدا کے بعد انہوں نے برکارہ متناس سے عصمت کو سمجھا م شروع کا

”تربیب گھرانوں کی ہوسٹوں کو کسی کہاں ہیں لکھی جاسٹیں کہ عدالوں کچریوں

مک پہچنے کی کوس آئے، اب ہم خود می سوچو کہ ایک کھائی کے لئے کتنی شرم کی ماب ہے

کہ اس کی ہیں —“

عصمت نے فوراً راب کاٹتے ہوئے جواب دیا

”کھتیا، شروع میں تو میرا ارادہ ہی تھا کہ چڑھے چڑیوں کی کہا میں سے آگے نہ ٹھیں

لیکن اب کی گناہ کی راتیں، بڑھ کہ میت حجاب ہو گئی“

تہجہت

کسی شاعر نے من حیث حالہ صری اپنی عمر لے سائے چار حس حسرت سے

مخاطب ہو کر بولے

”حسرت صاحب، ملاحظہ فرمائیے، مصرع عرض کاتے

اور حسرت صاحب، حیط صاحب کا مصرعہ سے سے پہلے سی مایب سجادگی

کے کہنے لگے — ”فرمائیے حضرت، اتوں سے فرمائیے اپنی تو عمر سی عمر لے کے سے

انٹھے اور مردوں کو کہہ دیا یہ میں کٹ گئی ہے“

فیصل شفا ٹی ے ایم اسلم سے اپنی اولیں ملاقات کا حال بیاں کرتے ہوئے کہا ۔
 ” کتنی محبت ماب سے کہ میں اسلم صاحب کی کوٹھی میں اُن سے ملے کیا لیکس اسکے
 ماحوداں کا مارہ افسانہ سسے سے مال مال بچ گیا “
 ” نہ نامکس ہے “

کسی نے اُن کی مات کاٹے ہوئے کہا ۔

” جسے لو “

قتل ے مکرے ہوئے کہا

” ہر اولی کہ اتہائی حاطر ملاقات کے بعد صاحب اسلم صاحب اپنا نام افسانہ
 مسلے کے ٹوڈ میں آے لگے لو اہوں نے کہا ۔ ” قتل صاحب ، آپ کی کچھ لطمیں
 ادھر مری لکھتے گد ری میں آپ تو حاصے معقول متا عربیں مگر حانے عام لوگ
 ہر مری پسند شاعر کے مایے میں کسوں بدگمانی کا شکار میں “ اور اسلم صاحب کی اس
 مات کے جواب میں میں نے مایا افسانہ سے لگا لیے ہوئے کہا ۔

” جی ہاں ادھی عام لوگ بہت علط ہماں پدا کر دے میں دیکھے “ اب آپ
 کے مایے میں بھی یوں تو یہی مات متہور سے کہ آپ ہر لووار دہماں کی تو واضح کرے کے بعد
 اساکوئی مایا افسانہ سرور سنا تے میں حالاکرہ مالکل علط ہے ۔ “

شعرت بہت بہت بہت

حب ” لحاف “ کے سلسلے میں عصمت چغتائی پر مقدمہ دار بنو گیا اور اسے اسے
 شوہر کے ساتھ مقدمہ کی پیروی کے لیے ممسی سے لاہور آ یا پڑا تو لاہور میں دروں نے
 اتفاق سے سال ایم اسلم کے ہاں قیام کیا

ابھی طرح پہچان لیا ہے جیسا کہ کہا ہوں کہ جب سے آکے سکرٹری کی نوکری چھوڑی ہے کہیں نظر نہیں آئے۔“

مولانا ابھی حیراں دہریشاں ہی ہوئے تھے کہ حال بہادر شیخ معزالدین ڈپٹی ایجوکٹ مارٹر دوسرے ریلوے حوڈاکٹر صاحب کے ساگر دھبی بھے ادھر آ سکے ابھوں لے ڈاکٹر صاحب کو کھڑے دیکھا نو لیکے اور ٹرے سوتی سے مصالحو کرے کے بعد لو لے ”میرا نام معزالدین تیج ہے، آکے لے پہچان لیا مجھے؟“

ڈاکٹر صاحب فرما لے لگے ’ہاں ہاں‘ ابھیاں لیا فرما لے وہ آیکا لیکھر ہوگا۔“
اب تیج صاحب حیراں بھے کہ کیو سا لیکھر؟ ابھوں لے دو مارہ گذارتی کی۔
قلہ میں معزالدین تیج ’ول‘ آپ کا برا ما شاگرد ریلواری آدمی ہوں مجھے لیکھر سے کما سر دکار۔“

ڈاکٹر صاحب لے فرما لے ہاں ہاں ابھی اس حاسا ہوں میں لے یرو گرم میں بہا لے
مام ٹرھا تھا اسی لے لے لے پھسا ہوں کہ بہا لے لیکھر ہوگا لے؟
اب بیا لے تیج صاحب بھی حاموتس تھے۔

~~~~~

مرصیا مالدار ایک اور مدرس میں مٹھے تھے کہ اُن کا داماد جس کی اس کی دستبرد آتر سے حیدر رور مو لے سادی موٹی تھی اُس سے لے آ صاحب وہ اندر داخل ہوا لے ڈاکٹر صاحب لے لے دیکھا اس کے سلام کا جواب دیا اور پھر کام میں مشغول ہو گئے کافی دیر تک کا عد لٹے پٹے رہے اور فارغ ہو لے تو اسے سی داماد سے مخاطب ہو کر کہے لگے۔  
ویل جسٹس، وٹ کیس آئی ڈو فار نو؟

## متفرق

ایک روز سر صیام الدین مارٹس سے بھٹکتے ہوئے گھر پہنچے، کپڑے حلدی حلدی اتار دیے کی تیب سے ہنٹ کو مارش بھیج دیا اور سنگار کو کھوٹی برٹنگانے کی کوشش کرے لگے۔۔۔ اسی طرح ایک روز تھکے ہوئے مارٹس سے آئے ان کا حال یہ تھا کہ گھر پہنچتے ہی چھری کو کونے میں رکھ کر خود اسی سر بریٹس کا ڈنگا اور جب دریا تنکاں دور ہو گئی تو کپڑے بدل لو لگا لگا کر جب گھر پہنچے تو عالم بدحواسی میں چھری کو سر بریٹس داما ر جو دچپ جہاب کو لے میں جا کر کھڑے ہو گئے۔



سر صیام الدین اور مولانا عبدالمجید سائیک، ایک دوسرے کو جانتے تھے آل انڈیا مسلم لیگ کے احلاس لاہور کے موقع پر سرسکدر کے ہاں ان کی ملاقات ہو گئی مولانا سائیک نے ان سے ارادہ تنوی مصافحہ کرے ہوئے عرصہ کی۔

”رہائے ڈاکٹر صاحب فلاح امراج لو اچھے میں آپ کے؟“

”فرمایا ہاں خدا کا شکر ہے، مگر حضرت آپ نے جس سے سکڑ ٹریٹ کی نوکری چھوڑی ہے، کہیں بھڑسی نہیں آتے؟“

”ولانا بہت حیراں ہوئے احمد عرصہ کی“ فلاح میرا مولانا عبدالمجید سائیک سے اور میں انقلاب احبار کا ایڈیٹر ہوں، تاہم آپ نے مجھے پیچھا نہیں دیا“

ڈاکٹر صاحب سے ہایت ترات کے ساتھ جواب ”ہاں نہیں ہیں، میں نے آپ کو

”آپ کا بچہ ہر ماہ کتنی تعداد میں شائع ہوتا ہے“

”گیارہ سو۔“

”گیارہ سو، — وہ کیوں؟ —“ کیورے حیراں ہو کر پوچھا

”ایک ہزار مارکٹ میں فروخت کرنے کے لئے اور ایک سوا عراری طور پر ادیبوں کو محنت بھیجے کے لئے۔“

کیورے اتنی سی سحرگ سے مشورہ دیا

”تو صاحب آپ صرف ایک سو بچہ ہی شائع کیا کیجئے“

پت پت پت پت پت

کلکتے کے ایک سنگالی پروفیسر سے کہنا لال کیور کا معارف کرایا گیا لو اس نے کیور

کے دے دے ملے جسم کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”آپ بھائی ہرگز معلوم نہیں ہوتے۔“

”آپ بھائی مانتے ہیں“ کہہ دے جواب دیا

”بھائی کے بھائے سنگالی نظر آتا ہوں“

”ہیں صاحب سنگالی سے بھی مدد ہے“

”معاف کیجئے گا“ سنگالی سے لوتنا نہ ہی کوئی مدد تر ہوگا“

=====

## کنہیا لال کپور

ایک انگریز حاتول حرمہ صاحبہ ادنیٰ ددی رکھی تھیں کہنا لال کپور سے معارف  
ہو میں لوگوں کے محف و برار جسم کو دکھ کر کہے لگس۔  
کیور صاحب، آپ کو سوئی کی طرح پیلے ہیں۔  
کتورے مسکرائے ہوئے ہایب اکساری سے کہا  
آپ کو غلط فہمی ہوئی عمرہ العنص سوبیاں مجھ سے بھی موٹی ہوتی ہیں۔

~~~~~

کہنا لال کپور نے کسی شخص پر حرمہ موتے ہوئے کہا
”میں تو آپ کو شریف آدمی سمجھا تھا۔“
”میں بھی آپ کو شریف آدمی سمجھا تھا۔“
اس شخص نے بھی براہی میں لا سوچے سمجھے کہ دما
نو آپ شک سمجھے غلط فہمی تھی کہ ہوئی۔
کتورے ہاں سمجھ گئی اور کمال عمر سے اعتراف کر لیا۔

~~~~~

ایک مار آپ کسی ادنیٰ اور معیاری قسم کے اُردو ماحسامہ کے ایڈیٹر سے  
ملے کے لئے اس کے دفتر میں شریف لے گئے  
باتوں باتوں میں اسے ایڈیٹر دوست سے ریا کیا

”جو کچھ بیت صدر پڑھا تھا ایسے وہ آخر آٹا حسٹ صاحب سے پہلے پڑھا جایا ہے بھے“  
 اس نے اٹھ کھڑے ہوئے لیکن اس نے پہلے حسٹ صاحب سے ملائے ہی سٹیج پر آج  
 آگئے، اس نے کہا ”پہلے میں پڑھوں گا“ حسٹ صاحب نے جواب دیا ”یہ خلاف ضابطہ  
 ہے پہلے میں پڑھوں گا۔“ اور نہ کہہ کر انہوں نے پرچہ حبیب سے نکال لیا اور اس  
 صاحب نے بھی پرچہ نکال لیا اور سامعین سے مخاطب ہو کر کہا۔

حضرت! اب دو گانا ہو گا۔“

حسٹ صاحب ہنس کر مسکرائے اور پرچہ حبیب میں رکھ کر کہنے لگے

”بھائی میں ہار گیا۔“



حسٹ خالد صہری سلی مارچ کرتے کے بعد واپس آنے لوگوں کے چہرے پر  
 ریش دراز کا صادم ہو چکا تھا کسی مساعزہ میں اس کا رملہ دیکھ کر تاحریر تو تھلوی  
 بے داڑھی کی طرف اشارہ کرتے پوچھا

”کنوں حال صاحب! یہ شاہنامہ اسلام کا تارہ اندیش سے؟“



سامعین میں سے کسی میں جلے لے کہا۔  
حراک اللہ کیا بیش لڈ لگ رقم کو سوار لے لاء پروگرام ہے۔

~~~~~

سر کے مالوں کے سلسلے میں حقیق صاحب ”فارغ المال“ میں۔
کسی خوش فکرمند دوست لے کہا۔
حقیق صاحب اس کے مال نہ ہونے سے کوئی تکلف تو نہیں ہوتی؟
”تکلف کیا ہوتی ہے۔۔۔۔۔“
حقیق صاحب نے جواب دیا ”النتہ وصول کرتے وقت یہ معلوم نہیں ہوتا کہ
مہ کو کہاں تک دھوا ہے“

~~~~~

شاعروں کی ایک جمل میں ریڈ میلارام دکانے ایک اہلی نوجوان کا تعارف  
کراتے دئے کہا ”آپ میں اداں صاحب اور مجھ سے ایسے کلام کی اصلاح لیتے میں“  
ایک شاعر نے دقا صاحب کے تخلص کی رعایت سے مولا کا۔  
”کافی دقا دار شاگرد معلوم ہوتا ہے۔“  
اس پر حقیق صاحب نے ایماء شعر پڑھ دیا سے  
ونا داریاں سخت ماواں میں کہ ال کا تھ پتیا یاں میں

~~~~~

۱۹۶۳ء کے مسد پاک شاعرے میں پاکستان سے کے محسن شاعروں میں سب
سے آخر میں حساب حقیق صاحب نے کمال کلام سنا تھا ان کے مسد سنا گئی تھی

ابوالاثر خفیظ جالندھری

دل کے ایک متاعِ عمرے میں حیطہ خالد صبری اپنی عمر لٹا رہے تھے کہ ستر اُن
گور کھپوری نے دفعتاً لہجہ آوار سے کہا شروع کیا "وہ حیطہ پایا ہے کیا کھلایا ہے"
یاد میرا سارا کلام لے لو مگر اپنی آوار مجھے دے دو۔
حیطہ نوراً شعر ادا ہو رہا تھوڑا کر لوے۔

"صحابِ قرآن صاحب! اس آئینہ کا یہ سدھوں میری آوار تو کیا آپ مجھے بھی
لے لیتے لیکن حد کے لئے مجھے اپنا کلام دیکھئے۔

~~~~~

ایک مشاعرے میں متاعِ طامی اپنی عمر لٹا رہے تھے محبِ اہول نے  
یہ شعر پڑھا ہے بہت تلخ تھی ردِ گانی مگر  
گلوں گلِ زخوں میں سر ہو گئی  
لو حیطہ صاحب نے اختیار دے دیتے ہوئے کہا۔

"سبحان اللہ کیا بات ہے سر ہو گئی سے یہاں مراد ہے 'شیریں ہو گئی'؟"

~~~~~

کسی مشاعرے میں حیطہ خالد صبری ایسا شعر پڑھ رہے تھے۔
دُیا و دس سے لگا ہوا
دوا ہوا میں حاشیہ الی

لامرکب ہیں ہوتا



گنا اگریریکس اس کی اگرری ہیں عالی اس سلسلے میں محمد لاہوری لکھتے ہیں
 ”مجھے لوہ ٹری پیاری معلوم ہوتی ہے نہ گودی رماں ہی ہیں بلکہ ”گودی کا جوں“
 بھی ہے اگر سرے میں ہو یعنی مطلب یہ ہے کہ حب میں دہل ”ماں واں“ ہو تو میں
 ”اگرری“ سے تسادی کرؤں، آخر لوگ دوسری تسادی کر لے میں اور ترغایہ حار بھی ہے
 میں تو کہتا ہوں ہے

کما ہوا رنگ سے اگر کالا

مسہ میں گودی رماں ہے ہارے



40

ایک مار دہلی میں پاکستان کے احسا رویوں کا استقبال ٹرے تپاک سے کیا گیا
 دہلی گونی ماہ آسے ایک استقبال بطور پڑھی جس میں ایک سحر تھا
 میر دم محب میں سارے دل والے ہمارے گھر میں دسی دم لے کے آئے ہیں
 اس پر محمد لا مودی سے کہا یا حال لائے پر اے تکراری

جمہوری تقاضوں کی معرفت کرے موٹے محمد لاہوری کہتے ہیں۔

”اگر میرے دور کو تو ہم حلاف جمہوریت کہتے تھے اور اس کے ہر عمل کو ظلم و تشدد جمہوری تقاضوں کی معرفت کرے مگر لاہوری کے

قرار دیے تھے، مگر آج کے دور میں

یہ تھے، مگر آج کے دور میں
دعہ ۱۴۲ لگتی ہے —

دفعہ ۱۳۲ مکتی ہے — تو — جمہوری ققاعلوں کیلے
گول چلتی ہے — تو — جمہوری ققاعلوں کیلے

گول چلتی ہے — تو — جمہوری تقاضوں کیلئے
لامنی چارج ہوتا ہے — تو — جس پر ترقی پسندوں کیلئے

لاٹری چارج ہوتا ہے۔ — تو — جمہوری تقاضوں کیلئے
سیسٹم ایکٹ ملتا ہے۔ — تو — حیرت انگیز اصول کیلئے

سیمنٹ ایکٹ گت ہے۔ — تو — جمہوری تقاضوں کے لئے
مارشل لا گت ہے۔ — تو —

مارشل لا لگتا ہے۔۔۔ تو —————

اور دوسری طرف ان تمام اقدامات کی مخالفت اور تہری آزادی کی حمایت ہوتی ہے، تو جمہوری تقاضوں کے لئے، عرصیکہ سارا جیل بھرا کھا باپیا سو نا جائے

اُنٹا میٹھا اڈھسا پھووا سب جمہوری تقاضوں کیلئے ہے، دوسری طرف جمہور کی

مجید لاہوری

ایک نوجوان شاعر نے لاہور کے ایک مشاعرے میں حضرت مجید لاہوری سے معارف ہوئے ہوئے درحراست کی "حضرت ایسا پتا تو دیجئے تاکہ حب کھی کراچی آما ہو تو ملاتا سے محروم رہوں"

محمد لاہوری مرحوم ٹری سجدگی سے لوٹے لوٹ کر بیٹھے۔
"ارستاد" شاعر نے اپنی ڈائری کھولی۔

"شاعر مر اکہ ہزار میں سو چالیس" محمد لاہوری نے جواب دیا



تقسیم ملک کے بعد ہندو پاک مشاعرے میں شریک ہوئے کیلئے حب مجید لاہوری پہلی بار دتی گئے تو ان کے شاعر دوسروں سے ہار بگرم حوتی سے اس کا استعمال کیا ایک حاکم مسم کے شاعر نے پیش کش کی۔

"مذہب صاحب اگر آپ فرما میں توکل اپنی گاڑی میں بٹھا کر آپ کو یہاں کا محل گارڈن دکھا دوں"

محمد صاحب اس وقت مسرت کے عالم میں تھے قریب ہی کھڑے ہوئے ایک شاعر مولانا سہیل ساجھا پوری کے شاہے براہ پناہادی بھر کم ہاتھ رکھتے ہوئے لوٹے "تمہارا محل گارڈن تو میں نے یہیں دیکھ لیا ہے سرے بھائی اس مولوی کو دیکھو ظالم محل بھی ہے"

”ایسے خدا کی مارتھ مادہ گو، لعنتی، لعنتی پر، مجھے، والا، ہنس پڑا کبھی مجھ جیسے آدمی
 ے، مشادہ پٹائی کروں گا کہ دماغ کے چودہ جلسہ روش مو حایں کے

اور حب ایک صاحب ے عاشق صاحب سے اصل ماب دریافت کی تو رچھتے
 مے لوے ”اجی“ اس کم محک کل کے چھو کرے ے مجھے موقوف مجھ رکنا ے

میں اٹھی لائی لا مور سے آ رہا ہوں، قسم قرآن شریف کی وہاں کسی سپاسی کے جسم پر
 رف کا کوٹ نہیں تھا، آپ ہی کہتے ہیں کوئی دوارہ مون، یا گل مون، سسری مون
 سودانی مون، حواس ماقولی۔ مجھے یوں پریتاں کا۔۔۔

اور اس لوحوال کے دوستوں میں سے ایک ے بہتے موٹے کہا
 ”ہیں ہیں عاشق صاحب، آپ تو خدا کے فضل سے ہائیک ہوتی مہاساں
 میں حوالی تو اس سعادت جس موٹ کے دماغ میں سے حواسی مایں کرتا ے“

—————

”اجی جھوڑ سے ادب پر مارتھ اترتے کی مات، اب بھی کسی دور جی کا دکرے ٹھٹھ
 بعد کل سے دنیا، سسے، خوب یاد آنا“ اور اس تہمد کے بعد مٹوے کہا شروع کیا۔

”کم محنت ے ایک تلی ہال رکھی ے جی ہاں تلی، اصح سورے ہی اسے اٹھوس پڑوس
 کے گھروں میں بیچ دتے ہیں، اور وہ تسطو گرہی بھی کہیں، کہیں سے آنکھ بیا کر دو دھنی
 کرحب داپس آئی ہے نوا شک صاحب اُسے اُلٹا لٹکا کر اسکے پیٹ سے سب دودھ
 مار کمال یسے میں را دیکھ اُسی دودھ سے حاتے سا کر پیتے ہیں، جی ہاں اما کل پرچ کہہ
 رہا ہوں، رتی بھر سالہ نہیں، ہیں صاحب، اُسی سائی، ہیں آنکھوں دیکھی ماب ے
 میں خود اُن کے ہاں اس دودھ کی چاہے نی چکا ہوں“

علی کی استریاں علی کے چمکے اڑے بھائی اسٹمس کی تعدہ کاریوں کی کوئی حد
ہے، ابھی پورے کے کوٹ ہی بے ہیں، در آگے آگے دیکھئے۔
اور عاشق نے قسم سوال مئے ہوتے اس کی ماس کاٹتے ہوئے کہا
”مراد ماغ تو تسلیم ہیں کرتا اے میاں کبھی رب کے کوٹ بھی مل سکتے ہیں کسی
تکی مانگ رہے ہو؟“

”اجی ولد و کعبہ عاشق صاحب۔۔۔“ وہ ساریت اعتماد اور یقین سے لولے
لگا۔۔۔ سانس کے اتے ٹرے ملاظم حیرطو داں کے سامنے آئیے اس بھولے
بھالے اور چھوٹے سے دماغ کی کما جیتیت ہے، آس فرما رہے ہیں رب کے کوٹ
مل لو کر سکتے ہیں اور آپ کے سائنسدانوں نے سی کر بھی دکھا دئے
برگوار اس نے خود اسی آنکھوں سے دیکھے ہیں اسے کوٹ لا موری کے ہزاروں
رجلہ جگہ ٹر لٹک کے سا ہوں نے ٹرے ٹھاٹ سے ابھیں ہیں رکھا لھا۔
اور پھر وہ لوتوال عاشق صاحب کے دل و دماغ کو حیرت کے سمندر میں
نوطہ دل چھوڑ کر دوستوں کے ساتھ دوسرے موضوعات پر گھسکو کر لے لگا۔
دوسرے دور وہ لوتوال حسب معمول اپنے ساتھیوں کے ساتھ امرسر کے اس
ہوٹل میں داخل ہوا ایک میرر سے عاشق صاحب کسی شکرے کی طرح اس پر چھپے اور
بے کھ کھسے سے اس پر لڑے۔

پلک چمکتے ہی دونوں کی میٹھیں پھٹ چکی تھیں ایک کے منہ اور دوسرے کی آنک
سے حوں بہہ رہا تھا ہوٹل میں اک سنگا منہ سا رخ گنا لوگوں نے ٹرٹی شکل سے دونوں کو
چھڑایا لوتوال عاشق صاحب دانت میں میں کر کسے لگے۔

کر جو پیسے دے گا وہ تمہیں سگرٹوں کے لئے دمدوں گا اسی سی مات میں سمجھے۔
— مدد لے سکتے ہیں تو اور کیا ہو —؟

~~~~~

”دیکھو! ابھی تمہیں ایک پُر لطف کھیل دکھاتا ہوں“  
ہوٹل میں بیٹھے ہوئے ایک دُٹے پتلے سے لڑکوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور  
پھر دوسرے ہی لمحے اندر آئے والے ایک شخص کو پکارتا ہوا لولا۔  
”آہا! عاشق صاحب! آئے آئے حضرت! اشرف لائے“  
کیسے مزاح ہیں، فرمائے کیا بیٹھے گا — چائے، اے بھائی! ایک کپ  
چائے اور صبح دیا۔“

ادکچہ دیر بعد عاشق صاحب ان کے دوستوں میں بیٹھے حوتی گپیں کر رہے تھے،  
تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ وہی لڑکوں نے اپنے دوستوں سے چہک چہک کر باتیں کر کے لگا  
”یارو! لاہور کی کمات سے جس نے لاہور میں دیکھا واقعی وہ بیدار ہی ہیں  
نوا۔ اور وہ اپنے مخصوص انداز میں لاہور کی تعریف میں رہیں آسمان کے تلاءے ٹلے  
لگا۔۔۔ ارے ماں! اور تو اور! لاہور میں حکومت نے ٹریک کے سیاہوں  
کو اب روف کے کوٹ پہنا کر دیے ہیں۔“  
”روف کے کوٹ —“

عاشق نے آنکھیں پھاڑتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں! روف کے کوٹ! آپ حیران کون مود ہے میں عاشق صاحب!  
حضور! یہ سائنس کا دور ہے سائنس کا! ریڈیو، ہوائی جہاز، سیمائیکل کے چولہے

۲ کیا یہ ”سالاد صبح سے عاتب“ ہے؟ کھلے خود پیسوں کی سخت ضرورت ہے، پچھلے جسے  
 کی پوری تمنا بھی کم محنت ہے انھی تک پہنچ گئی، بدھیتی کی انتہا ہے کہ پوٹری تک  
 آٹ ادا دیا، مگر دماغ اس لئے صبح سے سڑیوں سے کام چلا رہا ہوں، سگریٹ تک  
 کے لئے پیسے نہیں ہیں

اس رسم اسی جھلاہٹ کا مظاہرہ ابوں نے عاموتی سے کیا، جلد لے کچھ  
 سوچتے رہے اور پھر دوڑ کر ماہر کل آئے، ان کے پیچھے پیچھے ایڈیٹر بھی آگیا  
 ماہر تاگر والے کا مثال تک نہ تھا، دوتیس مارور رور سے آداریں دے کے  
 بعد جب منٹو دے دکھا کہ وہ ”مرد ہوشیار“ نوڈو گا وہ چوچکا ہے تو وہ کسی اگالی مسٹر  
 کے احساس سے مسکرا دیئے اور ایڈیٹر سے مخاطب ہو کر کہنے لگے  
 ”مے سچ کہتا تھا، جعدا واقعی مہم بدھیب آدمی، منٹو اور مے بدھیبوں کو  
 سگریٹوں کی جگہ بیڑیاں ہی پیٹی چاہئیں

”جی ہاں، جی ہاں“ اور اس کے بعد انک دم اس ایڈیٹر نے چوکتے ہوئے  
 لوجھا۔ ”کیوں۔۔۔ وہ کیوں منٹو صاحب؟“

اور منٹو صاحب نے اُسے مایا کہ کس طرح وہ اسی تمام یوچی مسلح پارے لپیے  
 نوٹ کی صورت میں مانگے والے کو دے کر آئے تھے، اور وہ رر گاری کے ہمالے  
 نوٹ میں ہر لم تھ صاف کر گمار

لو بدھیب تو آیا، ہوسے حضرت۔۔۔

ایڈیٹر کے چہرے کی زردی سے بھی تھکی تھکی مسکراہٹ بھاگنے لگی۔

”غیب لوگس آدمی ہوا، اُسے میاں میں سے سوچا تھا کہ ماگہ والا کرایہ کاٹ



ایک حالی تانگے کی پھلی سیٹ پر سم درار ہو گئے۔

”کہاں حال ہے صاحب؟“

”ادھر کلی“

اور تانگا چلے لگا راستے میں عینک کے وٹے موٹے تیشوں کے نیچے سے اس کی مضطرب آنکھیں ہر راہ چلتے کو دیکھ رہی تھیں، دفعتاً اس میں چمک یا امرئی اور تانگہ رکوا دیا گیا

ایک بیست سر سے راہ سی میں ملاقات ہو گئی لیکن اس کے یاس سے یارح کے لوٹ کے سوا اور کچھ ہاتھ نہ آسکا۔

تانگہ بھر سے چلے لگا اور آخر ایک رسالے کے دفتر کے سامنے جاڑا۔ وہوں سے اتر کر یارح کا لوٹ کو چراں کے ہاتھ میں تھا دما

صاحب دیر کاری ہیں سے؟ کو چراں لے کہا

”کیا کو اس سے؟ حسرتیں سامنے دفتر میں جا رہا ہوں، ماتی میسے دہن یہ ہوا

دینا۔ اتنا کہہ کر و لیک کر دفتر میں داخل ہو گئے۔

”آئیے آئیے اقلہ مستو صاحب! ایک محشی سے فوجاں لے آ کھٹکے

حیرت مند کہا۔

اور مستو نے کھٹ سے اپنی جیب سے کہانی کا مستودہ نکالتے ہوئے کہا۔

”لویری حال تمہارے رسالے کے لئے ٹری سب ٹلا کہانی لکھی ہے لیکن اس

کے معاوضے کی مجھے فوراً ضرورت ہے کہاں سے وہ دروازہ اعظم تمہارا آتا ہے محترم!

”اس کی کیا پوچھتے میں آپ مستو صاحب! فوجاں لے ملا لے ہوئے کہا شرور

”نکس مجھے کوئی فرق نہیں پڑتا۔“

میجر جیڑاں سا ہو کر ابھیں دیکھے لگا

اور جب مٹو اپنے دوستوں کے ساتھ باہر جاے لگے تو انہوں نے میجر کے تارے

پر اساتھ تھڑکے مٹے کہا۔

”میجر صاحب! پچھلی مرتبہ جب آپ کی پلیٹیں ٹوٹی تھیں تو آپ نے کھلے پیسے

کے احراجات کے علاوہ کراکری کے تیس چار روپے چارج کرنے تھے اور آج

آپ کی پلیٹیں ٹوٹی ہیں تو مجھے نہ مں روپے آپ کو ادا کرے کی محائے یہاں آئے سے

پہلے ایک سیرے کو دے پڑے س۔“

”سیرے کو؟“ — میجر نے ہنکا ہنکا ہو کر پوچھا۔

”جی ہاں احس سب کو آپ لوگوں نے مار دیا ہے میں اسے میں دم لوں

میں خرید کر یہاں لاں گا۔“

~~~~~

کسی نے مٹو صاحب سے پوچھا

”مٹو صاحب! پچھلی مرتبہ جب آپ نے مجھے نوآب سے نہ حال کر محمد

مسرت ہوئی تھی کہ آپ نے شرار کے تو نہ کر لی ہے۔“ لیکن کتنے اسوس کی مات

سے کہ آج آپ بھر پے جوئے میں۔“

”ما ارشاد قلہ! فرق صرف اتنا ہے کہ اُس دن آپ خوش تھے اور آج میں

~~~~~

خوش ہوں۔“

کہاں مکمل ہو گئی تو مٹو صاحب میں ڈال کر وہ گھر سے باہر نکلے اور جب عابد

”جی ہاں! — اور اصول بھی یہی ہے“ میجر نے ہماقت مناس سے جواب دیا۔ ”اچھی بات“

اور یہ کہہ کر میٹھو صاحب حانوشی سے مل ادا کر کے چل دے تقریباً ایک مہے بعد وہ اسی موٹل میں پھر سے موجود تھے ان کے احباب اب اس لمحے کا انتظار کر رہے تھے، جب وہ ایک دم بہک حانس گئے بیکس وہ تو بہکے کی گانے ایک دم جیلا اُٹھے

”ساب — ارے ساب!“

ان کی چیخ و پکار اس کمرہ کی حامد نصاں کھلی کی ایک لہر دوڑ گئی اور پھر سب کو دیکھ کر وہ ہنگامہ مٹا کہ خدا کی پناہ! سرایہ مہ پر کھائے والوں نے کرسیاں اور میز پر اوڑھ لی کر دیں اس آسائے میں کھائے کی کسی پلیٹیں اور گلاس اس اور انہری کی مدد پر گر گئے۔

جب ساب اڑا چکا اور قد سے سکوں ہوا تو میٹھو نے سر سے مل طلب کیا اور پھر مل کو دیکھتے ہی میجر کو ملایا میجر کے سیاٹ جیرے پر لٹھ پڑتے ہی اکی آکھوں میں محسوس دباؤ چمکے لگی۔

”آج آپ بے پل میں ٹوٹے ہوئے گلاسوں اور پلیٹوں کی قدرت ناعلیٰ کون ہیں کی؟“

اور اس سوال پر میجر نے کچھ اور راہ دہ مناس سے جواب دیا

”وہ تو ساب کی وجہ سے ٹوٹی میر حاب اس میں کسٹمر مل کا کیا تصور؟“

”لیکن قلم میجر صاحب! یہ آپ کے اصول سے منافی ہے“ اُسوں نے مسکراتے ہوئے نعرہ کٹا اور پھر ٹوٹے میں سے کچھ لوٹ نکال کر میجر کے حوالے کرے ہوئے کہے گئے۔

بھے کہ وہاں رائے میں مڈگارڈوں کے عمر ایک سائیکل دیکھ کر لمحہ بھر کیلئے رُک گئے اور پھر دوسرے ہی لمحے ان کی ٹری ٹری آنکھوں میں مسکراہٹ کی ایک جھلکی سی لہر دوڑ گئی اور وہ جھج جھج کر کسے لگے۔

’رائے صاحب احباب رائے صاحب! دراصل دی سے ماہر تشریف لائے شورس کرں! م رائے کے علاوہ کوش چندر اوپر در ماتھ اشک اور ریڈ ٹیش کے دوسرے کارکن بھی ان کے گرد آ جمع ہوئے۔

”رائے صاحب! آپ دیکھ رہے ہیں اسے؟“ سوئے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔  
”عمر مڈگارڈوں کی سائیکل، خدا کی قسم سائیکل ہیں! حقیقت میں آپ کی کوئی مطم ہے“

~~~~~

ایک مارہول میں بیٹھے ہوئے سو صاحب نے مدہوشی کے عالم میں کسی گلاموں اور پلیٹوں کو توڑ دیا، میکسیرا مل سکریا لوان کی آنکھوں میں دہات عود کر آئی۔
”اس بل میں ٹوٹے ہوئے کلاسوں اور پلیٹوں کی قیمت کسوں شامل کی گئی ہے؟“
”اہوں نے سرے سے پوچھا۔

”صاحب یہاں کا دستور یہی ہے“

’دستور کے نیچے املاؤ میجر کو“ اہوں نے عزتے ہوئے سرے کو ڈاسا اور جب میجر آنا داس سے بہات سجدگی کے ساتھ پوچھنے لگے۔

”کیوں صاحب! آپ کی مار میں جو گلاس ماہلیٹیں ٹوٹ حاس ان کی قیمت بھی آپ کے گاہکوں ہی سے وصول کرتے ہیں؟“

ابوں نے لہذا دار کے ساتھ قاسمی صاحب سے کچھ پیسے مانگے ٹھٹھی صاحب کے مٹو کو
کوای طرف متوجہ کر کے موے بہانہ اکسار سے کہا۔

”مٹو صاحب! میں نے ایک مادل لکھا ہے، قاسمی صاحب کو سارا مٹوں
بیٹھے، آپ بھی سنے؟“

مٹو نے کھڑے کھڑے ملالائے ہوئے جواب دیا

”لا حول ولا مناد تمہارا مادل سنوں، تم بھی عجب ہوں! اسات پر کیا مجھے
بھی قاسمی کی طرح کوئی نردل اور تشریف آدمی سمجھتا ہے؟“

~~~~~

مٹو کو کچھ دور یاگل حارہ میں رہ کر آتے تو یاد دوستانہ مراج پر سی کھلے ان  
کے ہاں آئے مٹو نے بہت حسرت سے سب کو مخاطب کر کے ہوئے کہا۔  
”سنا پورا جھوٹے یاگل حارہ سے کل کرڑے یاگل حارہ میں آگیا ہوں؟“

~~~~~

حکمران آادی لاہور تشریف لائے تو کچھ معامی ادیب و شاعر سارہ حاصل کرے
کھلے ان کی قیام گاہ تک پہنچے حکمرانیت اعلام اور تہاک سے سرائیک کا احترام
کر رہے تھے کہ اسے میں سعادت حس مٹو نے آگے بڑھ کر حکمران صاحب سے مصافحہ
کرتے ہوئے کہا۔

”لہذا اگر آپ مراد آما کے حکمران تو یہ خاکسار لاہور کا گردہ ہے۔“

~~~~~

ایک دور مٹو صاحب تری تیری سے ریڈیو سٹیشن کی عمارت میں داخل ہوئے

## سعادت حسن منٹو

منٹو کی مدد سچی اور طرافت سے سیکڑوں واقعات رہاں ردِ غام میں، حب منٹو کے افسانہ ”تو“، ”پرکچھ“، ”ما ا حلاق“، ”لوگ بدک“ اُنھے اور معاملہ عدالت تک جا پہنچا تو ایک ادب کے منٹو سے کہا۔

’ لاہور کے کچھ سرکردہ بھنگوں نے اربابِ عدالت سے شکایت کی ہے کہ آگے ایک افسانہ ”تو“ لکھا ہے جس کی ”مدد“ دور دور تک پھیل گئی ہے۔‘  
منٹو نے مسکرا کر بے ہوش جواب دیا۔

”کوئی مات نہیں، میں ایک افسانہ ”فیسائل“ لکھ کر انکی شکایت رفع کر دوں گا۔“



منٹو صاحب سے حب احمد مدیم قاسمی کا کیریکٹر سیکھ لکھنے کی درخواست کی گئی تو وہ اُداس ہو کر بہایت تجھے تجھے لہجہ میں کہے گئے۔

”قاسمی کا سیکھ — وہ بھی کوئی آدمی ہے حقے صفحے یا ہوساہ کر والو“  
لکس مار مار تجھے ہی حملہ لکھا پڑے گا —  
”قاسمی بہت تشریف آدمی ہے۔“



اسی طرح ایک مار عبدالمحمد بھٹی احمد مدیم قاسمی کے مکال پڑا پس اپے سے مادل کا مسودہ سارے تھے کہ اتنے میں وہاں منٹو صاحب آگئے اور آئے ہی

مسعود احقر حمال اور مخار گھر رکھپور کے اردو بازار سے گدروں سے تھے کہ اس کی  
 نظر ایک رکان کے شکوے میں رکھے ہوئے ہب ٹرے اور بھیا مکسم کے حوے پر  
 پڑی حمال نے مخار سے پوچھا۔

مخار اکیلا تم سنا کسے ہو کہ اس کا دوسرا حوالہ کہاں ہے؟  
 "مخار نے اسی محو رنگاموں سے حوتے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا  
 "تمہیں اس کا بھی معلوم نہیں کہ اندامیاں لے دیا والوں کی عورت کے لے ایک  
 حوالہ یہاں بھی دیا ہے اور دوسرا عاقبت میں بھنگ رہا ہے جو ہمیں استاء اللہ  
 قیامت کے دن نظر آئے گا۔"

میں بات یہ ہے کہ میں کسی آدمی سے شادی کرنا چاہتا ہوں۔  
 آپ کسی سے نکاح شادی کر لیتے ہیں۔ ہمارے ہدایت سعید کی سے جواب دیتے  
 ہوئے کہا۔ ”یہ وہ خود یہ بھاری بھوسا صاحب کی“

تحت

خوشی کے محار سے پوچھا۔  
 ”محار اکا تمہارے والدین تمہاری رداہ مداعت الیوں سے ریشاں ہیں ہوتے؟“  
 ”لوگوں کی اولاد سعادت مند ہوتی ہے خوش صاحب۔“  
 ہمارے جواب دیا۔ ”لیکن خوش قسمی سے میرے والدین سعادت مند ہیں۔“

تحت

کا پور میں سرکاری طور پر تہراب نوشی کی ممانعت تھی کسی نے محار کو تیا۔  
 ”اس رسات میں کا پور میں فلڈ رسیلاب آئے کا بہت خطرہ ہے۔“  
 ہمارے طسریہ امداد میں جواب دیا۔ ”اور ڈرائی (حتک) کرو۔“

تحت

ایک دعوت میں حب صاحب حامد کا کس پر مسلسل کسی سٹوں تک  
 محار کو گھوڑے کے بعد گنگا لے لگا تو کسی نے محار سے کہا  
 ”محار صاحب! یہ بچہ بڑا ہو کر یا لوتاعر سے گا۔“  
 اور محار صاحب نے گرد لگاتے ہوئے حملہ مکمل کر دیا  
 ”یا سردار جعفری“

تحت



کسی شاعر میں نہ تھا۔ مرل سارے تھے تو اپنا ہر سا میں سے نہ  
 ماؤں کی گریہ میں شیر حور تپہ نہ در سے پناے ٹٹا  
 "مارا پی مرل کا شعر ادبہ ورا چھوڑے موعے حیراں موکر پوچھے نکاح  
 "نقش دراپدی سے کس کی شویں تحسیرا؟"

تحت تحت تحت  
 کسی شاعر سے میں ایک تو تھاں شاعر مرل پڑھ رہے تھے جس کی رس تھی  
 "سار دل سے کیلا، ہاروں سے کیلا، وحیرہ و عمرہ۔  
 مرل سے کے بعد تھارے کہا

"ویل پلیڈ (WELL PLAYED) مشر"

تحت تحت تحت  
 "مآد اندر راق کے درساں کافی سجدہ گمتگو موی سی تھی ایک دم دراق کا لہجہ  
 مدکا ادراہوں لے سے ہوئے پوچھا

"تھار اتم لے کاب بچے کنوں مدکر دیئے؟  
 "آپ کے ہاں سے گوشت آما جو مد ہو گیا؟  
 تھارے اہی سجدگی کو برقرار رکھتے ہوئے نور احواب دا۔

تحت تحت تحت  
 "اُردو کے ایک ماورادر کہہ مستق شاعر نے پرشاں ہو کر کہا۔  
 "مجھے اب تسادی کر لینی چاہیے"  
 "لو اس میں پریشانی کی کاب ہے، کر بچے۔ تھارے مسورہ دار۔"

نکھو، کسی مسافر سے شریک ہوئے کے لئے حب خوشی، آماج آدمی کا لیکر دیاں  
ہوئے، شاعر کاہ کے گرت، ہی پر محار حیر معصوم کے لئے موجود تھا۔

حق صاحب کار سے نکلے تو محارے بہایب مار مدی سے صاف کما اس کے بعد  
میں مسکن بھی اسی مار سے ماہر آئے، تو محار لولا۔

”آہا، عرس بھی؟“

اتنے میں مولا اسماعیل شاہجہا پوری نے بھی ابراہیماری بھر کم اور مار لیس و  
ردت چہرہ کار کی کھر کی سے مار نکالا، تو محارے کھلکھلاتے ہوئے ہی سانس میں  
حملہ مکمل کر دیا۔ اور معنی بھی ا۔



ایک مار ایک اتہانی سوچی اور طراری سے ایسا کلام پڑھے والے شاعر کے  
ڈاٹس پر گر پڑے، تو محارے، مسطر دکھ کر ملدا دار سے کہا۔  
”سے حضرت اقلہ اساد صاحب حالص رماں کا سحر ارتداد و ما ہے ہیں۔“



حیدر مار دکن کے لوگ، قاب کو ”سہ“ بولتے ہیں کسی حیدر آدمی نے محار کو  
ایک دغوب پر مدعو کرتے ہوئے کہا۔

”محار صاحب، کل میری دلاں عمریہ کی تحریب (تقریب) سے عرب حار پر  
سرفرا سے۔۔۔ محارے حورہ ہر کر جواب دیا۔

”ہیں صاحب، مجھ سے یہ درد ماں مسطر ہیں دکھا حائے گا۔“



”مخار صاحب اکہ واقعی آپ کی عقل رائی ہو گئی تھی؟“

مخار نے سرد آہ بھرتے ہوئے جواب دیا

”را در عقل تھی ہی کہاں، حور اعلیٰ ہوتی عقل ہوئی تو اس ملک میں شاعری کرے؟“

~~~~~

ایک شاعر نے کے اختتام رحب مآعرطامی کو اصل طے شدہ معاوضے سے کم رقم دی گئی اور اس کی رسید اس کے سامنے کی گئی تو وہ اسے دیکھے ہی اک دم پھٹ پڑے ”میں اس رسید پر دستخط نہیں کر سکتا“

اسے من مخار وہاں آئے، ابھوں سے یہ حملہ ٹسا تو ہمایہ معصومیت سے مسطلم کو متورہ دے گئے

”اگر دستخط نہیں کر سکے تو مآعر صاحب سے الگو ٹھاسی لگوا لیجئے۔“

~~~~~

فراق گورکھپوری اپنی راعیوں کا بارہ دوسرے شاعروں سے کرے کرے کہہ رہے تھے

”کہئے کہ گور راعیاں جو تم صاحب بھی کہتے ہیں لیکن وہ ابی صنف محسن کا اقاہہ نہیں کی حیثیت سے استعمال نہیں کرتے، دراصل وہ ابی شاعری سے کام لے کر امد لے کیلئے دوسری چیزیں لکھتے لکھتے کبھی راعیاں بھی لکھ دے من ان کی راعیاں ایک لحاظ سے ”چٹنی“ ہیں اور میری راعیاں —“

”مخار نے فراق کی بات کاٹتے ہوئے کہا ”ایک طرح سے مرتہ۔“

~~~~~

حکمر صاحب، آپ نے ہوا ایک مار لوہ کی، لکس میں سبکدوش مار تو رہ چکا ہوں۔

~~~~~

مخار کالی ہاؤس میں بہا میٹھے موٹے تھے کہ ایک صاحب خوں سے رڈ میں  
بہیں تھے اُن کے ساتھ والی کرسی پر اُ میٹھے کالی کا آرڈر لے کر ابھوں سے اہی  
کی سری آوار میں گنگنا م شروع کیا۔

احقوق کی کمی نہیں حالت ایک ڈھونڈو ہمار ملے ہیں  
مخاراں کی طرف دیکھتے ہوئے لوے۔

’ڈھونڈے کی لوہ بھی کہاں آتی ہے حشر اور محدود تشریف لے آتے

~~~~~

”میں“ کسی جلسہ میں مراد جمعی اقبال کی شاعری پر تقریر کر رہے تھے ’دوراں تقریر
ادھر اُدھر کی مالوں کے بعد ابھوں سے یہ انکشاف کہا کہ اقبال دھیل اشتراکی
نقطہ نظر کے شاعر تھے جو معش سے کوئی مرد موس ’گلا بھاڑتے ہوئے دلا۔

”جمعی صاحب، آپ یہ کیا کم فرما رہے ہیں شاعر متروک اور اشتراکیت؟
_____ لا حول ولا یوہ آپ اسی حراوات سے اقبال کی روح کو تکلف پہنچا لے

”میں“ _____ اور جلسہ کی پچھلی صفوں سے مخار ایک بھلی بھڑی کی طرح بھڑکتے ہوئے
لوے _____ حشر تکلف بود حقیقت آپ کی ایسی روح کو پہنچ رہی ہے
جسے آپ غلطی سے اقبال کی سمجھ رہے ہیں۔“

~~~~~

مخار حب را بجی کے تسفاحا لے سے کچھ ماہ بعد لوٹے تو کسی نے پوچھا۔

راح صاحب محمود آباد نے بہت بار سے مجار سے خطاب کرے ہوئے کہا  
 ”مجار اگر تم ماں لو تو ایک مات کہوں“  
 مجار سراپا اکسار ملتے ہوئے لولا ”آپ کا حکم سرا نکھوں“ فرمایا  
 راح صاحب کہا ارشاد ہے ؟

”میں چاہتا ہوں تمہارے لئے دوسو روپیہ ماموار و طیہ مقرر کر دوں“  
 ”برا کرم سے حضور کا“

مجار نے پھر اسی مکسراہ لہجے میں جواب دیا  
 ”لیکن“ راح صاحب قدرے سجدگی سے بولے۔

”لیکن تم مجار کے لئے تھراپ پیا چھوڑ دو“  
 ”تھراپ پیا چھوڑ دوں“ ؟ مجار نے بہت حیرانی اور سجادگی سے راح  
 صاحب کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”پھر آپ کے دوسو روپے ہر ماہ سرے کس کام آما کریں گے ؟“



مکرم آبادی نے ہاتھ ہمدردانہ انداز میں تھراپ کی حواسیاں بیاں کہے  
 جسے مجار سے کہا۔

”مجار اتھراپ واقعی عامہ حراب ہے حم کے حم ٹھٹھائے کے بعد احم کار  
 مجھے وہ سی کرنی پڑی میں تو دعا کرتا ہوں کہ خدا تمہیں لوفیق دے کہ کم بھی میسری  
 طرح وہ کر سکیو“

مجار یہ سس کر ہائیم مصومیت سے کہنے لگا

اثر لکچمیوی حصوں ے محار کے مارے میں کہا ہے کہ۔

”تمہارا اردو شاعری کا کشمکش تھا جسے بروں پسند بھیڑے اُنہیں کرنے گئے“

اں کے سعلق محارے کسی ے پڑجھا 'آپ کی اتر نکھوی ے ارے میں کسا  
رے ے محارے بھال آ

مخارجے حور مردہ سے لیے۔ میں جواب دیا۔

”ایک انٹیم تھا جو سردیسا گرگ تھا اور دوسرے اتر لکھنوی میں۔ جو  
بہا ستیا پر گرے سن“



مخارہی سم دیا گئی کی حالت میں ایک مارکسی مجلس وعظ میں سہج گئے،  
 اُس کے کسی حالت والے بے حیرت ردہ ہو کر یوگھا

حضرت محمّدؐ! آپ اور یہاں؟

جی ہاں۔۔۔ محاررے بہت سچدگی سے جواب دیا۔

” آدمی کو گڑھتے کا درگشتی ہے بھائی “



ایک مشاعرے میں مختار حب اہل کم میوہ تھی کے عالم میں بھی اپنی مطمئن ہے

ٹولاری اور دھرن ہل راج سنگھاس ڈاڈاں ڈول

بڑی کامیابی کے ساتھ بڑھ چکے تو ہنس راح راہ سے چھوڑے ہوئے کہا

”مخار کھائی اکیسے مہینے سہراہ پی کر کہی تھی۔“

”ملک کے لئے بد بھئی پی بھی۔“ مختار نے ہر کی ہر ترکی جواب دیا

میں سے ایب نے آکر حدی صاحب سے تیلے کی درخواست کی  
 حدی نے کہا "بھئی چلتا ہوں وہ سارا راتہ کھالوں"  
 اور عمار اسی سی ماہ سے سی ایک دم سجدہ ہو کر پہنچے  
 "حدی" اس راستے نے صدر کو اقبال ایسے ہاں یوں نظم کرتا ہے ع  
 حیف تاسم راستہ میں لگا

اور احقر تشرانی کا مصرعہ ہوا ع  
 رائے حورج سانی نہ بکھرتا ہے

اور خوش لوں کہے ع  
 راستہ کھا کر وہ شاہ کج کلا ہاں آگ

اور فراق نہ انداز اختیار کرے ع  
 ٹپک رہا ہے دھند لکوں سے رائے کم کم

اور نص احمد قص لکھا ع  
 تری انگشت حنائی میں اگر راستہ آئے  
 اں گف دالقد کے یلغار کر میں شب

اور میں خود یوں نظم کرتا ہے  
 سب شب دیگ حوں راستہ کی حنائی ہو  
 مسری مہر حوالی کی تو امانی ہو

اور تمہیں ہو واقعی یہی کہا حاشے بھا - ع  
 ابھی چلتا ہوں در را رائے کھالوں تو حیلوں

~~~~~

حوش بے مسکراتی ہوتی خطر و کم سے مراقب کے چہرے کا حادہ لیے ہوئے حوامدیا
 "اور اس حساب سے۔۔۔" مجاہد ہایت معصومست سے حوش اور دران کو متوجہ
 کرتے ہوئے لولا "اور اس حساب سے تو میں اگلی۔۔۔ بڑا ہی نہیں ہوا"



ریاست ٹوکس میں ایک متاعرہ ہو رہا تھا
 مقامی شعرا کو بڑھو اے رقبہ منظم کو ہر مارسی اعلان کرتا پڑا تھا کہ اب دلاں
 ٹوکوی صاحب ادوات دلاں ٹوکوی صاحب ایسے کلام ملاءت نظام سے آپ کو
 محظوظ فرمائیں گے۔

مجھارے کچھ دیر تک مرد است کرے کے بعد کھجلا کے کہا
 "یہ متاعرہ ہے مالوٹسکی؟"



فیض صاحب نے حب الیس سے نادی کی تو ایک دور راہوں سے ارماہ مدان
 کہا "یار حار میری شادی ہوئی، لکس تم بے میرے لئے کوئی سہرا نہ لکھا ہی
 نہیں۔۔۔" لکس کو لکھتا پایا ہے؟ مجھارے جواب دیا۔
 "فص کا بے کے ایک ہی تو قافہ (جیص) ہے اور وہ بھی تم اسرارہ کر سکتے
 ہو کہ کس قدر بایاک ہے"



ایک متاعرے میں دعوت حور و لوش کا اہتمام تھا دیگر شعرا کو کماے سے
 نارغ ہو کر پڈال میں پہنچ رہے تھے لیکن مجھارے در حدی اعلیٰ مصروف تھے۔۔۔

”اس کا مطلب یہ ہو گا کہ جب کسی شاعرہ میں آپ شعر سنانے کے لئے کھڑے ہو گئے
 لوگ کہیں گے، شعر میں ایسے لطیفے سائے“
 ”وہیں اں سے کہوں گا“ مخار نے صفائی میں کرتے ہوئے سادگی سے کہا کہ
 ”شاعری بھی تو نمونوں لقمہ میں سے ہے۔“



حق دلوں مخار صاحب آل انڈیا رڈیو کے معمول میں سے تھے ایک بار
 اجتماع میں کورڈو شیش لکھنؤ کی لڈنگ میں ملے تو انہوں نے مخار سے پوچھا
 اے مخار! تم یہاں کسے؟
 مخار نے رونی صورت سا کر جواب دیا
 ”جی ایو ہی میں آرٹ مار آرٹ سک لکھی کھار ادھر آ نکلا ہوں“



حقیقت ’وراق اور عمار‘ تینوں کہیں ہم پایہ تھے۔
 حقیقت نے میسر پیگ پیس کے بعد اپنے مخصوص اعلیٰ حلال میں آتے ہوئے کہا
 ’ماشاء اللہ ہم ابھی تک حوال ہیں ہماری عمر پچیس تیس سال کے لگ بھگ ہو گئی
 کیوں فرزندے؟
 ”بے شک۔“

وراق نے پُر رور تائید کرتے ہوئے کہا۔
 ”طاسری سہایت سے قطع نظر میں بھی اٹھارہ تیس سال سے زیادہ عمر کا ہوں“
 ہوں۔۔۔ ”جی ہاں جی ہاں۔۔۔“

انگریزی اور فرانسیسی زبانوں میں ترجمہ کی جائے گی اور پھر —۔۔۔
 ”اور پھر، —۔۔۔“

اور پھر —۔۔۔ ”مخارجے ٹکراتے ہوئے کہا“ اور پھر نئی زبانوں سے
 ہماری نظموں کا اردو نظم میں ترجمہ کر دیا گیا۔ اور پھر یہ دیا ہے ادب اور سماج
 نقادوں کے سامنے اور ہماری عظمت کو تسلیم کر لیں۔“

تہتہ تہتہ

تو اس طرح آدمی بالعموم تیار پیتے وقت تمام مس سامنے رکھ لیتے ہیں ادھر
 سارے مٹل بعد بیابان کے ساتھ میں لیکس یہ پاسدی بھی اکثر ادب کے سامنے پڑھتے
 بیابان کی مدد ہوتی ہے

ایک صحت مند آدمی نے بیابان کے بعد تمام مس کی طرف اشارہ کر کے منہ
 مخارجے کہا ”دیکھو مخارجے! میں کتنی ماما مدلی سے پیتا ہوں اگر تم بھی کھڑی سامنے رکھ
 کر پیا کرو تو ماما مدلی سے بھوٹا ہو۔“

اور مخارجے اسی وقت چبکتے ہوئے نوا۔

گھڑی تو کیا تو صاحب! میرا اس چیلے تو گھڑا سامنے رکھ کر پیا کروں،

تہتہ تہتہ

ایک اور کسی آدمی نے مخارجے کہا۔

”مخارجے صاحب! ادھر آپ نے شعروں سے مراد: بطور کہے شروع کر دیے ہیں“

”تو اس میں گھڑا کی کائنات ہے؟“

اور وہ ادیب مخارجے کے اس حوالہ سوال پر گھڑا ہوئے کہ لگے۔

”اب سے ملے آپ میں اسرارِ حقِ محارِ اردو کے بہت شہرہ اور محصولِ شاعر
 وہ عظمیٰ نے علمِ دل کا کروں، اسی کی بکھی مونی سے

محارے مدحوک سے مخاطب ہو کر بہت سادگی سے کہا
 ”صاحب! آپ مطلقاً ان کی بات کا اعسار نہ کھئے، شاعر تو آپ ہی ہیں حاکم
 تو ان کو کا پٹھا ہے“

مددِ مسلم اتحاد یہ ایک متاعِ ہر لمبھا دوسرے شاعروں کے ساتھ حب
 محار شاعرہ کاہ میں داخل ہوئے لگا کر اس نے دکھنا وہاں دروازہ پہ لکھا ہوا تھا
 ”مدد کے نام پر لڑنا صحاف ہے“

محارے ایک لمحہ کے لئے اس عبارت پر لٹر ڈالنے کے بعد کہا۔
 ”اور صحافت کے نام پر لڑنا مدد ہے“

سلام کھیل شہری سے بہت حد مانی ہوئے مرنے اور اس لمحے میں محار سے کہا
 ”میں تو اتنی کتنی سالوں سے تنہا رہ رہی ہوں اور لعلیا کسی مشہور شاعروں سے
 اچھے شعر کہنے میں اردو شاعری میں شمار کرے کہ چکا ہوں مرنے متحدِ مظلوم
 شاہکار اردو ادب میں ایک تاریخی اضافہ کی حقدار رکھتے ہیں لیکن اس کے
 مادہ و حب نہ نقاد حضرات اردو شاعروں کا حارہ لیتے ہیں تو مجھے لٹرا دے
 کرتے ہیں“

”م کوئی علم نہ کرو ڈر سلام“ محارے اُسے ڈھارس دیے ہوئے کہا
 ”تمہاری ایک ایک عظمیٰ سا بھر کی سمدلہ مالوں متلازوسی جیسی حایانی

اسرار الحق مجاز

ایک مشہور شاعر نے مجاز سے پوچھا
 ”میری سمجھ میں نہیں آتا کہ تم نے شعر کس کیوں چھوڑ دیا“
 مجاز نے پریشان سا ہو کر جواب دیا
 ”اور میری سمجھ میں نہیں آتا کہ آپ برابر شعروں کیسے جاریہے؟“

~~~~~

عالم مدہوشی میں ایک صاحبِ دوق خاتون کو اپنی شاعری کے مانے میں  
 رے دتے ہوئے مجاز نے کہا ”میں ڈکٹس کا ماسٹر ہوں“  
 ”تو پھر حوصلہ آماجی کیا ہیں؟“ اس خاتون نے محض دل لگی کی خاطر  
 سوال کیا۔

”ڈکٹری کے ماسٹر! مجاز نے جواب دیا۔

~~~~~

مجاز سے کسی نے کہا ”حکومت آدموں کے لئے ایک علیحدہ کالونی سازہی ہے“
 مجاز نے لکڑہٹہ ہو کر پوچھا ”ڈکٹر کی جیل میں ماسٹر کی جیل میں؟“

~~~~~

کسی علمی ادیب نے کہا کوئی ایسی ڈی مدھوک سے مجاز کا تعارف کراتے  
 ہوئے کہا شروع کیا۔

خوش طبع آدمی نے یحالی رماں کے اکھر پس سے رچ ہو کر کور مہدر سگھ سیدی  
سے کہا "کور صاحب! کہا آپ جانتے س کہ درد رچ کی سرکاری رماں ہی آپ کی یحالی ہوگی۔"  
کور صاحب نے جسنہ جواب دیا۔ "لو پھر خوش صاحب! آیکو ضرور سکھ لیس میاٹے"

~~~~~

کسی مشاعرہ س کو تر قزیشی اپنی غزل کا یہ شعر پڑھ رہے تھے۔
ترک انجس مار ضروری ہے مگر
ہم پس سایہ دیوار بہت اچھے ہن
کور مہدر سگھ سیدی نے یہ شعر سنا دیکھے لگے "بہت اچھی مات ہے کور صاحب!
بحال رکھے گا کہ وہ دیوار کیس س دیلی کے ٹھیکے داروں کی ساٹی ہوئی رہ ہو کو کہ
اسی دوا ریں مالموم چار بیسے کے بعد گر جاتی ہیں۔"

~~~~~

ایک مارتس مولانا رزم کے مشاعرے س کہہ رہے تھے  
"خوش ایسے ملحد اور سیدیں اورے اصول آدمی کا ہندوستان سے یا کساں چلے  
حاما ہی بہتر کھا جس کم جہاں پاک۔"  
کسی دوسرے شاعر نے انہیں ٹوکتے ہوئے کہا۔  
"خوش صاحب کے مسفل طور پر پاکستان چلے جائے سے تو یہاں جس کی کسی واقع ہو  
کئی ٹیکس مولانا اگر آپ پاکستان ہجرت درامائش تو ہندوستان میں کیا چیر کم ہو جائیگی؟  
"حاشاک؟"

کور مہدر سگھ سیدی سحرے دونوں کی گفتگو سے کے بعد ہایت خوشگی کے ساتھ کہا۔

کور صاحب نے فرمایا ”اں کوئی کر بھی آپ کے پاس بہت پرچ ہے گی“

~~~~~

کور صاحب ایک مشاعرے میں شاعروں کا تعارف کر دار ہے تھے ’حب بولا ما
اور صابری کے پڑھے کا لہرایا تو کور صاحب نے فرمایا
”صہراب! آپ نے ماروسد کر مدد غیرہ کا نام تو سنا ہوگا مگر دوسد کا شاعر
ہے جو آپ کے سامنے کلام سنا لے آ رہا ہے“

~~~~~

ہمدوستوں کے سالی موم سسٹر کی تلاش اتھ کاٹھو کی صدارت میں متاعرہ ہوا  
بھا اور صابری حب شیخ پر آئے تو کلام پڑھے سے پہلے فرمائے گئے۔  
”دوست کی بات ہے، میں اب تک وہی ساعر کا شاعر ہوں اور کاٹھو صاحب دیر  
س گئے ہیں حالانکہ انگریزوں کے دور حکومت میں ہم دونوں ایک ہی جیل میں رہ چکے  
س۔“ کور صاحب نے ’را حلقہ چست کا“ لکھ کر اتم جدا تھا۔“

~~~~~

کور صاحب جس دنوں دلی کے سٹی محسٹریٹ تھے ان کی عدالت میں چوری کے
حرم میں گرفتار کئے گئے، ایک لڑکا ان کو پستل کا گیا کور صاحب نے لڑکا کی شکل
دیکھتے ہوئے کہا۔

”میں لڑکے کو دانی طور پر چانتا ہوں، ہسٹریٹیاں کھول دو، یہ چار اتم ایک
شاعر، شاعر چلے کے علاوہ کوئی اور چوری کرنا اسکے بس کا روگ نہیں۔“

~~~~~

# کنور مہندر سنگھ بیدی سحر

ایک مختصر سی نشست میں کنور مہندر سنگھ بیدی اپنا کلام سُنا رہے تھے۔  
اہل ے ایک عربی ٹیڑھی جس کے قافیہ میں ”سود و رباں“ آتا تھا ساتھ اچھا تھا  
کوحاں شکوہ پر شادے فرمایا۔

”یہ آپ بے سکھ ہوتے ہوئے طے والا قافیہ کسے مادھ دیا“

سچہ سچہ

مہندر سنگھ بیدی نے سنا عربی ٹیڑھی میں عربی ٹیڑھی سے  
رہیں تھی، داسو جیسے، خدا ہو جیسے، عربی ٹیڑھی سے لے کر ملیں تھی، گویا ماتھ اس  
ے ادوے وئے کہا سو ع

سے وہ امداد حوالی میں کہا سو جسے

کنور صاحب نے توندل کر کہا ”حباب میں اب بھی حوالی ہوں“

سچہ سچہ

سنگل شاہ ۱۹۶۱ء ری ایک سنا عربی ٹیڑھی میں عربی ٹیڑھی سے تھے، حضرت خوش ملیح  
آبادی اور مہندر سنگھ بیدی بھی اس مجلس میں موجود تھے سنگل صاحب کا ایک شعر  
تھ صاحب کو بہت پسند آتا تھا ہوں ے کہا۔ بھٹی تم ے بہت اچھا شعر کہا ہے  
اب بہت مراقی ہو چکا، نہ داڑھی آتا کر رکھ دو  
سنگل ے جواب دیا ”میں اسے آتا دوں بشرطیکہ آپ لگائیں“

صاحب! مجھے تو اس کی کتاب دیکھ کر کلف ہو رہی ہے، دیکھئے ماؤ متیق تھا  
 ے اچھے کھلے سحر دں کا ستیا، اس کر کے رکھ دیا ہے ۛ

تجرتہ تجرتہ

چنداد دوق حصار اُردو کے ایک شاعر کی مدح سرائی کر رہے تھے۔  
 ان میں سے ایک نے کہا۔

”صاحب! ال کی کیا بات ہے، بہت بڑے شاعر ہیں اب، حکومت کے چرچ  
 سے یورپ بھی ہوا آئے ہیں۔“

ہری چندا حتر نے یہ بات سنی تو بہایت متاثر ہوئے کہا، ”حاب اگر کسی دوسرے  
 ملک میں جاے سے کوئی آدمی بڑا شاعر ہو جاتا ہے تو میرے والد ملک عدم جا چکے ہیں،  
 لیکن خدا گواہ ہے، کبھی ایک شعر بھی موروں نہیں کر سکے۔“

تجرتہ تجرتہ

کسی شاعر نے میں لوح ماروی صاحب ایک عمل بڑھ رہے تھے، جس کی رسم  
 تھی ”حالات کیا کیا“ ”آفات کیا کیا“

حدودہ ایسے اس مخصوص امداد میں ایسے کسی شعر کا مصرعہ ادلی فرما رہے تھے  
 ع یہ دل ہے، یہ سگرے، یہ کلمیہ

تو ہری چندا حتر تھٹ لول اُٹھے ع  
 قصائی لایا ہے سوغات کا کا



# کنور مہندر سنگھ بیدی سحر

ایک مختصر سی نشست میں کنور مہندر سنگھ بیدی اپنا کلام اُسار رہے تھے۔  
 انہوں نے ایک عربی ٹیپ بھی جس کے قافیہ میں ”سود و رماں“ آتا تھا ساتھ اچھا لکھا  
 گزشتہ سیکرٹری شاد دے فرمایا۔

”یہ آپ نے لکھا ہوتا ہے میرے بے والا قافیہ کیسے مادھ دیا“

~~~~~

ہمدرد پاکستان مساعروں میں کنور مہندر سنگھ بیدی نے عربی ٹیپ لکھی ہے جسے
 میں بھی دیکھ رہا ہوں، ”سود و رماں“ عربی ٹیپ لکھی ہے، ”سود و رماں“ عربی ٹیپ لکھی ہے،
 اے ادب دے دے کہا سحر

میں وہ انداز حوالی میں کہا میرے جسے
 کنور صاحب نے سید مدلل کر کہا ”حباب میں اب بھی حوال ہوں“

~~~~~

مسلک تھا ۱۶ مئی ۱۹۷۱ء ایک مساعروں میں عربی ٹیپ لکھی تھی ”حضر حبیب خوش ملیح  
 آبادی اور مہندر سنگھ بیدی بھی اس مجلس میں موجود تھے۔ مسلک صاحب کا ایک شعر  
 ”صاحب کو بہت پسند آتا تو انہوں نے کہا۔ کبھی تم نے بہت اچھا شعر کہا ہے“  
 اب بہت مراقب ہو چکا ہے، ”سود و رماں“ عربی ٹیپ لکھی ہے، ”سود و رماں“ عربی ٹیپ لکھی ہے،  
 ”سود و رماں“ عربی ٹیپ لکھی ہے، ”سود و رماں“ عربی ٹیپ لکھی ہے، ”سود و رماں“ عربی ٹیپ لکھی ہے،

صاحب! مجھے تو اس کی کتاب دکھ کر تکلف ہو رہی ہے، دیکھئے ماؤ متیق تھا  
 ے اچھے بھلے شعروں کا ستیا ناس کر کے رکھ دیا ہے ۛ

تجارت

چنداد دوق حصار اُردو کے ایک شاعر کی مدح مہرائی کر رہے تھے۔  
 ان میں سے ایک نے کہا۔

”صاحب! ان کی کیا بات ہے، بہت بڑے شاعر ہیں اب لو حکومت کے حریج  
 سے پورب بھی ہوا کرتے ہیں“

ہری چندا حتر نے یہ بات سنی تو بہایت متاسف ہوا کہ ”حاب اگر کسی دوسرے  
 ملک میں مائے کوئی آدمی بڑا شاعر ہو جاتا ہے تو میرے والد ملک عدم چاکے ہیں“  
 لیکن حد اگواہ ہے، کبھی ایک شعر بھی موروں نہیں کر سکے ۛ

تجارت

کسی شاعر نے میں نوح ماروی صاحب ایک عمل بڑھ رہے تھے جس کی مرض  
 تھی ”حالات کیا کیا“ ”آفات کیا کیا“

حب وہ ایسے اس مخصوص انداز میں ایسے کسی شعر کا مصرعہ اولیٰ فرما رہے تھے  
 ع یہ دل سے، یہ جگر سے، یہ کلی سے

تو ہری چندا حتر تھٹ لول اُٹھے ع  
 قصائی لایا ہے سوغات کا کا

ایک اور مشاعرے میں ایک صاحب اپنی عمل پڑھ رہے تھے سامعین میں  
کچھ غزلیں بھی سن کر شعر بھی سنی جاتی تھیں اور ایسا سوٹر بھی سنتی جاتیں۔ جب  
عمل ختم ہوئی تو اختر صاحب نے فرمایا  
'اس عمل جرائی کے دوران جو تھائی سوٹر ساگیا'

انتہی حد تک

یڈٹ ہری چند اختر صاحب کا ایک دوست انہیں راسخہ میں مل گیا اور  
کہے لگا "یڈٹ جی آپ کو دعوت نامہ تو مل گیا ہوگا" آئندہ معیت میرے بڑے لڑکے  
کی تادیب ہو رہی ہے آج اس کے سرے کی کتابت کروا لے کے لے یہاں آنا بھائی  
اُسے چھپوانے کے لئے پریس حار ہوں۔"

اختر صاحب نے کتابت شدہ سہرا ایسے دوست کے ہاتھ سے لیکر پڑھا شروع  
کیا اور ایک دو ابتدائی شعر پڑھنے کے بعد ہی پھٹ پڑے۔  
"کس آنسو کے پھٹے اے اس شعروں کو لکھا ہے؟"

اختر صاحب کا دوست محبوب سا ہو گیا اور ان کے ساتھ کھڑے ہوئے  
ایک محبی سے لوحات کا چہرہ کتاب کے کاعد کی طرح پیلا بیٹا  
"نہ حضرت میں جہوں نے سہرا لکھا ہے" اختر صاحب کے دوست نے کسی  
مخرم کی طرح پشیمان سے ہو کر اس لوحات کی طرف اشارہ کیا۔

اس لوحات کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر اختر صاحب کو ایسی صاف گوئی پراسوس  
ہوا لیکن دوسرے ہی لمحے انہوں نے شاعر صاحب سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا شروع  
کیا۔ "محبوب لو یہ سہرا آپ نے لکھا ہے" بہت اچھے شعر میں چراک التدیگر

پندت ہری جید اختر کسی مشاعرہ میں غزل پڑھ رہے تھے، سامعین سے اچانک  
اک محضرت اٹھ کر ان کے آیاتِ حقیرہ براہِ اعتراض کرتے ہوئے کہنے لگے۔

”اتحر صاحب! دوسرے مضرعہ میں الف گر گیا ہے“

اور اختر صاحب کا یہ جواب سُن کر ان حضرات کو حنیف سا مو کو میٹھا پڑا

تجربہ چھپتے چھپتے

ایک شاعرے میں ایک برہگ شاعر شعراءے تشریف لائے تو ان کے کلام سے  
زیادہ ان کے مضحکہ خیز جملے عامریں کو بہت متاثر کیا۔ چھوٹی سی مسجد چمک دار  
داڑھی سر پر کھنڈر دھلی ہوئی ٹوپی اور جسم پر گہرے سر رنگ کا لٹا سا چٹم کسی شخص  
نے پندت ہری جید اختر سے پوچھا۔

۔ برہگ کون ہیں پندت جی؟

اتحر صاحب بیٹے ہو! کھوں پر چہرہ لگا کر ان حضرات کو غور سے دیکھتے رہے پھر  
ایک دم چمک کر لوٹے۔

”تسل و صورت سے لومولا مایل کھنڈ دکھائی دیتے ہیں“

تجربہ چھپتے چھپتے

ایک صاحبِ متاعرے میں اپنی غزل پڑھ رہے تھے، لوگ ان کا کلام سُنتے  
سے تھک گئے تھے مگر وہ نہ ٹھٹھکتے تھے، آخر جب غزل تمام ہوئی تو اختر صاحب  
سمِ نمودگی کے عالم میں سے جو تک کر لوٹے

”دراودہ ۳۵ وال سحر پھر سے پڑھ دیجئے گا“

سالانہ امتحان میں مضمون کا موضوع تھا 'انصاف'۔  
 استاد نے طلباء کو بتا رکھا تھا کہ جب کسی چیز پر مضمون لکھا ہو تو اس چیزوں کا  
 بار کھوداں تمہید۔ یعنی اس چیز کی وضاحت جس پر مضمون لکھا ہو۔  
 (۲) فوائد۔ پھر اس کے فائدے سال کرو  
 (۳) نقصانات۔ اور آخر میں اس کے نقصانات تحریر کرو  
 ایک طالب علم کو اس بار کا یہ سبق حرف بحرف یاد تھا جیسے اس نے مہم کے  
 برائے اتفاق کی معنویت پر چند جملے تحریر کئے، پھر اس کے فائدے گنوائے اور مثال  
 بطور پورے اور اس کے بیٹوں کی وہ کہانی لکھ دی جس میں لوڑھا انصاف کی  
 پس کرتے ہوئے میٹوں کو تنکوں کا ایک گھٹا لوٹے کی مدد کرتا ہے  
 اور حسب اتفاق کے نقصانات لکھنے کا سوال سنا ہوا اس کو عمر مضمون لگا کر  
 علم چند لمحوں کے لئے ڈگ گیا وہ سوچ میں پڑ گیا کہ کیا لکھے  
 آخر ایک دم اس کی عملی رگ پھٹ گئی اور اس نے لکھا شروع کیا۔  
 "جیسے سرچر کے فائدے اور نقصانات ہوتے ہیں اسی طرح اتفاق کے بھی بعض  
 نقصانات ہوتے ہیں جیسے اتفاق سے دو موٹروں کی ٹکڑ ہو جاتی ہے یا اتفاق سے  
 ٹی ٹی ٹی ٹی سے اتر جاتی ہے اور اس طرح اتفاق سے بعض دھرمیت ساحانی و  
 نقصانات ہوجاتے ہیں۔  
 اور اتفاق سے بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ کل کا وہ بچہ جس نے یہ مضمون تحریر کیا  
 ان کا پیدائش بری چند اختر ہے۔



عرش صاحب نے پوچھا 'کائنات ہے؟'  
 'ہاں لے کر کسے لگے کہ ملاں صاحب کو پانچ سو روپیوں کی ضرورت ہے اسوں سے  
 قرض مانگا ہے، عرش صاحب نے فرمایا۔  
 'مگر یہ روپیے آپ کو نہیں ملیں گے،'  
 جواب دہ "رہو میں بھی حاسموں اسی لئے آپ کے پاس آیا ہوں"

~~~~~

بالرکھو کے ایک مشاعرہ میں پریم دار رثی حب مشاعرہ کے دوران سامعین کی
 معنوں کو چیرتے ہوئے میٹھی کی طرف بڑھے لگے نوہ نری طرح یثے ہوئے تھے، ایڈٹ
 ہری جدا حشر نے کسی سے کہا۔ "لیجئے 'ود پریم دار رثی بھی آ رہے ہیں'
 احترام پریم کے مدح میں چہرے پر گہری سطر ڈالتے ہوئے کہا۔
 "آ رہے ہیں، مردود دقہ سرج مرد سے ہاں سے لو میں سمجھا تھا، کوئی مانتوں
 ہوگی!"

~~~~~

کسی شاعر میں ایک 'لجیم شجیم اور ملاقہ' قسم کے شاعر غزل رٹھ سے تھے اور  
 رٹھ کو شروع کے سے پہلے کہتے۔ "دیکھئے کس پاسے کا شعر ہے"  
 جب وہ اس جملے کو سن مار ڈرا تھے اور چوتھے شعر کی لہجہ اسی العاطف کی  
 لہجہ کی جدا حشر ایک دم اسی جگہ سے اٹھ کر لوٹے  
 "چار پاسے کا؟"

~~~~~

توش یلج آدمی اور پڈٹ سری جدا حشر کے درمیں رماں کے مسئلے پر بحث چھڑ گئی

ہندت ہری چند اختر

کسی مشاعرے میں ایک شاعر اپنا یہ شعر سارے سے بھے
 ضرور ہی کہاں تھی مادہ گلہ رنگ کی لکس
 مری لے المعانی مجھ کو تے حاتم میں لے آئی

شعر سے کے بعد کسی نے ہری چند اختر سے پوچھا
 'کیوں ہندت جی'۔ 'المعانی کا چیر ہے؟'
 "الغنائت کی موی" اختر نے اسی لمحے اکتاف کہا

تیسیت تیسیت

مولانا اور صابری بہت مقبول شاعر ہیں ان کے آئے ہی لوگ اس کے کلام کا
 مطالبہ کرتے لگتے ہیں ایک مشاعرے میں جب وہ شعر پڑھے کیلئے مائیکرو فون کے
 قریب آئے تو بہت سے نوٹرز ان کا نوٹ لے آگے بڑھے تو انہوں نے ار راہ
 افسوس کہا۔ "مجھ بڑھے کا نوٹ کیا لینے سو لو حوائی حسیوں کا نوٹ لے"
 ہندت ہری چند اختر پاس ہی موجود تھے 'فونڈا چپک کر لوٹے۔

"آپ کا نوٹ لے رہے ہیں" بچوں کو ڈر لے کے لے "

تیسیت تیسیت

ایک بار اختر صاحب بہت گھبرائے ہوئے سے عرش مسیال سے یاس پہنچے اور
 کہے لگے۔ "مجھے بڑھائی سود پے دیدو"

حوش صاحب کو اپنی بیس بکلو اے کے لئے کسی اٹلی گر ٹنڈا فرسے اپنے نقد
 حاب مونے کا ٹریڈنگ کیٹ پیس کر رکھا، ابہوں نے ترکر پر شاہ صاحب چپے کتر
 دہلی کو حاکم اداہ رے لھدتی تھئے ان کے ساتھ مسلک خط کے آخر میں ابوں
 نے لکھا تھا۔ ”حوش مرحوم“

تہیت چت چت

کسی متاعرے میں ایک لومشق متاعرہ اپنا غیر موردی کلام پڑھ رہے تھے، اکثر
 صرا اداہ محل کو ملحوظ رکھے ہوئے حاموش تھے، لیکن حوش طبع آمادی پورے حوش و
 حوش سے ایک ایک مصرعہ ہر دوا بحس کی مارشس کے خارج ہے۔

گرنی ماتھ اسے ابہیں ٹوکے ہوئے کہا۔

”قلہ ۱۰“ آپ کا کر رہے ہیں؟

”مناعت“ جواب ملا۔



”مولد ۱۔ توش صاحب۔ دوسک کے کچھ گھوٹ من سے آتے ہوئے کیا۔
 ”میں اندازہ نہ کر سکتے ہوئے آپ ایسے معاذم ہرے میں جیسے کوئی مامرد
 کوک شامتر پڑھ رہا ہو۔“

~~~~~

حوش میں آنا اپنے ایک شاعر دوست نسل سعیدی کے ساتھ شام کے وقت  
 ایک ٹرس کے ہاں اس بیت سے پہلے کہ: کچھ کھائے پلانے گا، دیش میں ال کا  
 حیرت من تو ٹری گرم حوشی سے کنا لکس پیسے پلانے کے سلسلے میں ٹری سے لی کے ساتھ  
 صرف ایک مار پوچھا۔

”کیوں حوش صاحب کچھ پیسے لگا؟“

حوش صاحب نے معنی حسرتوں سے نسل کی طرف دیکھے کے بعد ہی روایتی دوح  
 داری سے کہا: ”ہیں حساب لو ارش آپ کی؟“  
 ”اوپس آتے ہیں اہوں نے نسل سے پوچھا۔“

”اس ریس رائے نے جس امداد سے ہمیں پیسے کی دعوت دی اُسے دکھا؟“ اور  
 پھر نسل کے خواب کا اسطوار کے بحر کئے گئے۔

”اس امداد کے اظہار کے لئے کوئی مناسب لفظ ساؤ؟“

نسل نے چند لمحوں تک فکر کئے کے بعد کہا: ”اُردو میں تو غالباً ایسا کوئی لفظ

ہیں! اللہ عربی میں اس موقع پر ایک لفظ ہے استعمار“

حوش صاحب مسکرائے ہوئے کہنے لگے: ”اے کہے میں ع

اللہ بے بری دعوت انکار طلب

کہ لکھا جیہچ وہ حضرت حلال کے پاس آئے اور درماوت کیا کہ کیا خطا ہوئی حوالے  
 گئی والہس کر دیا حضرت حلال نے رہی کے ساتھ فرما  
 ”واپس کر مالو کیا کرتا ہے اسامہ سر ملازم بھو تھا جس نے سرے دروالے پر  
 آکر پکارا حلال ہوت“

تہتہ تہتہ تہتہ

حوتس صاحب کے والد بھی شعر کہتے تھے اور حضرت حلال لکھنوی سے اصلاح  
 لیے تھے لکن اس کی زندگی میں ہی حوتس صاحب کی شاعری اس سے زیادہ موصول ہوئے  
 گئی تو انہوں نے کہا۔

”دیکھو بھئی حوتس! میں یہ جیسا ہوں کہ ہاے ہاس دولت مجھ سے رما دہ ہو  
 تروت مجھ سے رما دہ ہو حاد و حلال مجھ سے رما دہ ہو عمر مجھ سے رما دہ ہو لکن میں  
 بے ہیں حاجت کہ تم مجھ سے رے شاعر بھی کہاؤ“

تہتہ تہتہ تہتہ

یڈب سری چندا حمر اگر جیہ میگا رول کا دم بھرے تھے لیکن مے پالے سے خود دور  
 رہتے تھے، ایک مار حوتس کے ساتھ مچائے مں گئے حوتس صاحب اور دیکھا تعرا لو  
 یہیے پالے میں متعول ہو گئے۔ لکن آخر صاحب بیٹھے رے حوتس صاحب کو کچھ حال  
 آتا تو انہوں نے چونک کر اس کی طرف دیکھا اور یہ جیسے لکے۔

”یڈٹ جی رہا یہ کپڑا رے میں!“

”مار کا مسودہ دیکھو وہاں صاحب آہترے حوتس دیا  
 دکم سے کم شراب کی قسموں اور لکھی قسموں سے لوداف ہو جائیں۔“

۵ معصومہ! مسکین جھول رہی ہیں دلدار سی کے جھول میں  
 یہ کچی کلیاں کیا حایں، کب کھٹکا کب مڑھکا ہے  
 اس کے بعد آٹو گراف، ایک دوسرے ساعر دل کے پاس سے ہوتی ہوئی حب  
 خوتی صاحب کے سامنے آئی تو انہوں نے لکھا،  
 آٹو گراف، ایک ایک ایسا اصطبل ہے، جس میں گدھے اور گھوڑے ایک  
 ساتھ مادر سے حائے ہیں ؟

در اصل جہاں عکراور حقیقت کے محل شعروں نے ان کے حساس حمال کو تارگی  
 اور شگفتگی عمتی دیاں دوسرے کئی ساعر دل کے اوٹ ٹیاں گئے شعرا نہیں مانگا اور گریے  
 تھے۔



عمتی میں خوش صاحب ایک ایسے مکال میں ٹھہرے جس میں اوپر کی مٹرل پر  
 ایک اداکارہ رہی تھی، مکال کی صاحب کچھ ایسی تھی کہ انہیں دیکر رہ جو سکتا تھا اُہدا  
 انہوں نے یہ رُماعی لکھی تھی

میرے کمرے کی چھسپ ہے اس مُت کا مکال  
 حلقے کا ہیں ہے کپھر بھی کوئی امکال  
 گویا اے خوش میں ہوں ایسا مردور  
 جو بھوک میں ہو سر پہ اُٹھائے ہوئے حواں



خوش صاحب کے والد نے ان کے ہاتھوں اپنے امتداد حصر حلال لکھوئی کے  
 ماس گھی بھرا مانگا انہوں نے واپس کر دیا، اس سے پہلے انہوں نے کوئی تعمیر یا صوغات واپس

نیشٹور پر لہا د مٹورے بہت سی مڑھی کتاؤں کے ترجمے کے من مختلف مڑھب  
 بے تعلقی رکھتی ہیں سوش صاحب مڑھب سے میرا میں اورا نہیں اسالی ہیں مڑھب کا  
 مڑھب سمجھتے ہیں اور سوش صاحب سے ان کی بے تکلفی بھی ہے اس لیے کہے گئے  
 ”سوش صاحب اسم دمرے کے بعد سیدھے دورج میں مڑھب سے بیکس آپ کو ٹری  
 کشکش کا ساسا کو یاڑے کا کیو کہ کوئی رشی یا اد تار ایک طرف کھینچے گا اور کوئی دلی یا  
 کا دوسری طرف“

### سوش صاحب

مٹھی کی ایک معروف ادب پر در اور نوڑھی معنیہ کے ہاں محفل متاعر مٹھد  
 ہر ہی تھی جس میں سوش، مٹھ، حقیط حالہ صری، مٹھار اور متاعر طامی جسے شعراء  
 مٹھی تریک تھے۔

متاعر کے محتجم پر ایک ڈولی تیلی سی لڑکی جس کی کس آنکھیں مٹھے خود  
 کسی عرل کے ساک سعدول کی طرح حسین بھقیں ایک مختصر سی آٹو گراف بر دستخط لے گئی  
 اس جہاں دمدہ مٹھ کی موجودگی میں یہ نو عمر حسدہ رمدگی کے ایک لصاد کو بہات  
 واضح امدار میں پیش کر رہی تھی جیسا کہ اس لصاد کے پیش نظر مٹھاراد آمادی نے آٹو گراف  
 مٹھ میں لکھا ہے

ارل ہی سے جس مٹھ مٹھت      یہی میر لگاں دکھلا رہا ہے  
 کل کوئی جہاں یہ کھل رہی ہے      وہیں اک بھول مڑھار رہا ہے  
 اور جب حصط صاحب کی مڑھی آئی تو انہوں نے معصوم لڑکی کے چہرے پر ایک  
 حسرت بھری نگاہ ڈالتے ہوئے لکھا ہے

سروری مشورے لے، اس کے اہل کور صاحب ایک ڈال سے مصروف گفتگو ہو گئے اور درنگ  
 فی موسیقی کے مارے میں تادل جیالاب کر رہے، اسے میں کچھ اور لوگ آگئے اور اپنے سرکاری  
 کاموں کے سلسلے میں کور صاحب سے سعاشر کرے کے لئے مرتب سکاوت کرے گئے اس  
 دوران میں کور صاحب ٹہلی ٹول کے در سے اپنے دفتر کے منڈ کلرک کو دوسری کاموں کے سلسلے  
 میں سروری ہدایات بھی دیے رہے، جب ان کے هجوم سے طار ع ہو کر کور صاحب نے حوش  
 صاحب سے رجوع کیا اور ان سے کوئی نئی نظم سائے کی فرمائش کی، تو حوش صاحب نے مسکراتے  
 ہوئے کہا۔ ”کور صاحب آپ نظم ش کر کیا کریں گے آپ کی زندگی کو عمل کے مزاج کی  
 طرح سے جس کے ایک شعر کا دوسرے شعر سے کوئی تعلق ہی نہیں“

تہتہ تہتہ تہتہ

ایک بار روش دہلوی کے مکاں پر ایک مختصر سی نشست تھی، جس میں کھائے کا بھی انتظام  
 تھا اور رہے کا بھی، حضرت حوش کو ان کے کلام پر داد بھی بہت ملی سرور کے عالم میں حوش  
 ہو کر کیسے لگے

”سب اصل دلی والے مر گئے اب لو دلی ہیں رہ گئی ہے“

تہتہ تہتہ تہتہ

حوش صاحب کے صاحبزادے سجاد کی سادی بھی بے تکلف محفل تھی، اس میں حساب  
 اس الجس فکر بھی موجود تھے جو حضرت حوش کے عکری دوست تھے اور اب اس دایرہ  
 سے رحمت ہو چکے ہیں اس محفل میں ایک طوائف سے بڑے بڑے امارتوں حوش کی ایک  
 عمل گانی شروع کی تو فکر صاحب نے

”اب عمل کو یہ ٹھائیں گی اور جب داد ملے گی تو سلام حوش صاحب کریں گے“

الغان ہوا کہ وہی صاحبِ حضرت جوش سے ملے ال کے گھر چلے آئے، جوش صاحب نے  
چھب پر کھڑے ہو کر فرمایا: ”نہیں ہمیں ہوں۔“



دلی میں ایک رئیس کے مکال بر محض سی صحت شعرو سخن کئی، جس میں زیادہ تر شعراء  
پیچھے والوں میں سے تھے، جب دُور چل رہا تھا، دلو اب صاحب نے پانی مانگا جوش صاحب  
نے فرمایا ع یانی بی بی کے کوسے میں ہمیں  
اور شعراء کو مصرعہ لگا کر مطلع سارے کا پہلیج کا حب کوئی بھی ہم قادر مصرعہ لگا سکا  
اور وہی کہے گئے ع

یالتے میں روستے میں ہمیں  
مانی بی بی کے کوسے میں ہمیں



ایک اور جوش کے ساتھ احوال کی فلسفہ اور اسلامی شاعری کا ذکر ہو رہا تھا، انہوں  
نے محنت میں حصہ تو لیا صرف یہ شعر فرمایا:۔  
رہنا جری سے عرش کی جست کری ہیں  
یعنی خدا کو استہ یہ ہماری ہیں



ایک اور جوش صاحب کو رہبر سنگھ سدی سے ملے آئے تو گور صاحب شیرازوں  
کی گھرے ہوئے تھے، انھوں نے دیر کے بعد جب شیرازوں کی لڑائی سہ ہوئی تو ایک اور ملاقاتی  
لیا اور اس نے تیر میں جلد ہوئے والے ایک دلیل کے سلسلہ میں گور صاحب سے کچھ

ورم یہاں ہمیشہ تلوار سے لگا چلتا رہا ہے۔

~~~~~

حوش صاحب کو ایک درست اسے یہاں تصویروں کا الم دکھائی ہے تھے، ابوں نے
 ایک تصویر دکھا کر لکھیا، تائیے یہ کس کی تصویر ہے؟
 حوش صاحب نے فرمایا، ”کوئی بے خوف شخص معلوم ہوا ہے۔“
 اسوں نے گردن جھکائی، حوش صاحب کچھ کھٹکے اور پوچھے گئے۔
 ”آخر کس کی تصویر ہے؟“
 ابوں نے آہستہ سے جواب دیا، ”میرے والد کی“

~~~~~

حوش صاحب مولانا مالوا کلام آراء سے ملے گئے، اتفاق سے وہاں پڈت جواہر لال ہر د  
 تشریف لائے ہوئے تھے اور کسی سیاسی گھنگو میں مشغول تھے، حوش صاحب  
 نے کوئی دس منٹ انتظار کیا اور اس کے بعد بڑے کھڑکھڑا کر مولانا کے پاس اندر بھیجا  
 ماسر سے حوالہ دیا  
 بھر کسی اور دفت مولانا  
 اس بریج کے اندر پہنچے ہی پڈت جی ماہر کے اور حوش کو اندر لے گئے

~~~~~

حوش صاحب حادثے کی ایک رات کسی دوست سے ملے گئے اندر اطلاع کی، تو
 دکرے آکر جواب دیا کہ، ”اب صاحب ہیں میں“ حوش صاحب کو کچھ شک
 گدرا کو منت تو بہت ہوئی لکس حاشوشی سے اس ملے آئے کچھ دلوں کے بعد آیا

”قدحوش صاحب! آپ آزادِ علم کیوں نہیں لکھتے؟“

”ایک مار کو سنتی ہو کی تھی؟“

”تو پھر —“

”تمام رات رٹم خود آزادِ بطیں کہے رہے لیکن صبح اٹھ کر دیکھا تو تمام اشعار پہ



حوش صاحب پل نگش میں حسِ محذس آکر رہے اس کا نام تقسیمِ وطن کے وعدے سے
یا غلط ہو گیا تھا، وہاں سکوت اختیار کر کے وعدحوش صاحب کو معلوم ہوا کہ پہلے اس کا
نام ”رٹمی دلا مانع“ تھا، ٹی اُداسی سے کہے گئے
”کیا مددِ اقِ لوگ میں اکتفا اچھا نام مل کر رکھ دیا۔“



حوش صاحب دفتر کے لئے بیارہور سے بھے اور گھر میں ماتس بھی کرتے جانے بھے ماتوں
کی محویت کے عالم میں وہ اکثر ایسے آپ کو بھول جانے میں حبِ آپس پس کر ڈیتی لگا کر باہر
جانے لگے لوگوں کی سگم نے کہا۔
”آپ باحارہ ہبسا بھول گئے مس“



حوش صاحب مدرسہ اور اعلیٰ مدرسہ کے خلاف بہت سختی سے لکھتے رہے مس ایک
مار حب وہ دلی میں بھے ویشی شیتور ریتا دسورے ان سے کہا کہ حوش صاحب آپ
ای گھی سے کون لکھے میں کچھ برمی سے لکھیں تو می لہوں پر رماہہ اچھا اثر ہو حوش صاحب
لے جواب دیا۔ ”سور صاحب! میں یہاں ہوں لکھ پڑھ گیا اسلے قلم استعمال کر پڑا ہے“

’ہوشِ نعلینِ آبدی‘

ایک نعل میں حوشِ نعلِ آبدی اپنی لطم سارے مجھے تو کور بہدر لگے میدی سحر
حاضر سے مخاطب ہوئے ہوئے کہا

” دیکھئے اکم کنت پٹھان ہو کر کیسے عمدہ شعر ٹیڑھ رہا ہے ۔

حوش صاحب نے فوراً مدی صاحب کو اس کا جواب دیا

” اور ظالم یکہ موکر کیسی اچھی داد دے رہا ہے ؟



اک بار ایک کالج کے ساعرے میں حوش صاحب اپنا کلام اُتار رہے تھے کہ کسی گوشے

سے کچھ ہڑنگ کی سی آواز آئی ’ اہوں نے ورایہ رماعی پڑھی سے

آئی ہے متاعوں میں ڈوگھوئے کی حاجی التمش کی ’ سماں نورے کی

اے حوش میں عطر کو محسوس کے اپنے بھرتا مول تیشیوں میں ناروے کی



دہلی کے ایک متاعے میں جب کور بہدر لگے میدی کے ساتھ حوش بھی آئے تو وہاں

گورکھ مال سکھ نے ان کا حیرت مند کما حوش صاحب نے ہایت ترجمہ آئیر لٹرن سے ان کی

طرف دیکھتے ہوئے کور صاحب سے کہا۔

” دیکھئے ’ بیچا ہے مشاعرہ میں اسے دکھائی دے رہے ہیں جیسے رفیع احمد فدوائی

کسی طوائف کے کوٹھے پر گما سستے ہوئے یا میں کسی سحرے میں رادیو پڑھتا ہوا پکڑا حادوں ؟

کھاتا تھا

فراق صاحب نے حشر بوحش سے مخاطب ہو کر جوتے ہوئے کہا
 ”و میری شاعری بھی، ”آب کی شاعری ہے“



ایک شاعر نے میں فراق گورکھپوری نرل پڑھے سے پہلے فرما لے گئے
 ”مجھ سے رات کو اب پڑھا ہیں جاتا اور یوں بھی رات کو میں نے السدیاں کو اپنے دروازے
 سے مس کر دیا ہے“

اس پر گوپی ناتھ اس نے کہا ”میری دعا ہے کہ السدیاں بھی اپنے دروازے آپ کو ملا سں“
 ابھول نے ملا کہا ”مگر آپ اپنے دروازے سے ریشیے گا“



ایک بار فراق صاحب ایک طویل نرل پڑھ رہے تھے، ایک نے تلفظ دست لے
 فراق صاحب سے کہا کہ ابھی تک سامعین نے اب کو جوت نہیں کیا، فراق صاحب نے
 سامعین سے مخاطب ہو کر کہا۔

”حشرات مری امارت کے بغیر مجھے جوت نہ کھئے گا“



دہلی کلا تھل کے ایک شاعر نے میں فراق صاحب نرل پڑھے آئے تو انہوں نے کہا۔
 ”نرل میں نے ایک نرلے پیش مادہ معسوں سے مخاطب ہو کر لکھی ہے“

اس پر گوپی ناتھ اس نے کہا ”خیال فرمائیے حب مستوق پس یا صہ ہے تو کھلا فراق صاحب
 کس نرل رہوں گے

۱۔ ایک مشاعرہ میں فرمایا کہ اے معیوں کی طرف سے ایک انسان تمام تر اچیر جی
کا کام سے کی فراموشی کی گئی ہے اور اب یہ تیرا اب آپاں ہے کہ جس سے یہ
مساعری کے سرکڑوں سے سریر کیا ہوا ہے کہ یہ تیرا کیا تو وہ چہاں ہیں کیا زبانی اسے
تھکتے ہوئے کہنے لگا ہے۔ میں نے یہ سنا ہے کہ یہاں سے یہاں سے

فدا اذاق صاحب کے بعد میں ایسے شعر کیوں کر پڑھ سکتا ہوں؟

۲۔ فریق نے برس کو کڑی ہمارے منہ کی اسے خرما یا دیکھتے ہیں، سدا ان کے
ہمواہ مشاں، تم اگر میرے بعد بلایا ہوا ہے کہ ہو تو میرا لے لے شعر کیوں نہیں پڑھتے
میں نے یہ سنا ہے کہ یہاں سے یہاں سے لے لے آتے ہیں

ایک ماضی پرست اور کسی جگہ حیرانہ انداز میں سنان کو کہہ رہے ہیں، آ
کھلے دلوں اپنے مکاں کی عمر کے لئے مجھے ایسے گاؤں جانا پڑا احتیاج کھڈائی
کئی بھلی کی ماس دس دس ہر میں اور وہ بھلی کی ماسوں اور آدو تین ہزار سال پرانی بھلی
اور اس کے بعد جو ہی تمہارا کرتے ہوتے کہے گئے ہمہلی سے اور وہ ہوتا ہے کہ وہیں
سرا سال پہلے بھی سارے دس میں بھلی موجود تھی۔

۳۔ آقا گورکھپوری بھلی وہاں موجود تھے کہ وہاں سے کسی کو بہانہ سچیدگی اسے
فرماتے گئے۔ یہی ان اور جن کے آشا مکاں موائے کے لئے حوت رمن اکھڈائی کو کھڈائی
بھلی مٹا اس سے امداد ہوتا ہے کہ یہاں سے وہ قوتوں میں ہمارے لکھ میں وہ تو بھلی کی طرح
کھڈائی میں وہاں سے وہاں سے آتا ہے کہ وہاں سے وہاں سے

خوس ملج آمادی اور فریق گورکھپوری کسی محل میں سماج دکھ رہے تھے پہلے
اس میں کتبک پارچ ہوا اور امداد ان مائڈو سماج کو کسی زمانے میں مٹو دونا کا مار

ذائقہ صاحب اور ایک کمونسٹ افسانہ نگار کی بحث ہو گئی، اُس نے ذائقہ سے کہا "میں حکومت کے ٹکڑوں پر آب کی طرح نہیں پلا ہوں۔"

ذائقہ نے ہنس کر جواب دیا

"مگر میں اسی حکومت سے سخواہ لیسا رہا ہوں، روسی حکومت کے ٹکڑوں پر نہیں پلا"

شعرا کی ایک دعوت میں حلقہ اکبر آراء اور ذائقہ گورکھپوری پاس پاس ملے ہوئے تھے، جب کھانا مال کے سامنے لایا گیا تو ذائقہ نے آراء سے مخاطب ہو کر کہا "کھائیں آراء صاحب، ہمارے لہجہ گوشت ہے۔"

آراء نے جواب میں ایک عام سا حلقہ چب کیا۔

"آپ کھائیں، ہم نور در کھاتے ہیں۔"

ذائقہ نے فی الفور آراء کی بات کاٹتے ہوئے جواب دیا۔

"لیکن یہ حالیں گھی کا پکا ہوا ہے۔"

ایک بار ذائقہ صاحب ایک مشاعرہ میں ملائے گئے، ان کا کوئی جواب نہ آیا۔

اُن کی دل کوئی مانتے اس سے ان کے دفتر میں لے متعظم متاعہ عرش صاحب کا

نرنگی اس عمارت میں تھا، ہمیں اطلاع دی گئی، ابوں نے آکر کہا

ذائقہ صاحب! اچھا ہوا آپ آگئے، ورنہ ہمارا مشاعرہ بے دولہا کی رات ہوتا

ذائقہ صاحب نے جواب دیا

"مگر میں تو آپ کو رات کا دولہا سمجھا ہوں"

فراق گورکھپوری

فراق صاحب اُردو فارسی ہمدی، انگریزی کئی زبانوں سے ماہر تھے، مگر وہ
 ولدادہ اُردو زبان کے تھے، ایک مارہمدی کے ایک ادیب اور اُن کے درمیان رمان
 کے مشاعرے پر بحث ہو رہی تھی، بحث کے دوران فراق صاحب نے فرمایا۔
 ”کھڑی بولی پر ہمدی ستر کی میاں لکھوالا جی نے ڈالی تھی، وہ لکھوالیت ابھی تک
 پائی حاتی ہے۔“



ایک مدہجی قسم کے سرگ فراق کے ساتھ کسی مسئلے پر بحث کر رہے تھے، دوران
 بحث وہ مار مار گناہ اور لواب کے الفاظ استعمال کر رہے تھے، فراق نے تھکلا کر لیٹھا
 ”کیوں صاحب! گناہ کیا چیرے؟“
 ”گناہ! — یعنی گناہ کا چیرے — گناہ گناہ ہے اور کیا؟“
 فراق کے اس غیر سوج سوال پر وہ لو کھلا سے گئے، نکل چہرہ لحوں کے ماتل
 کے بعد کہے گئے۔

”گناہ وہ کام ہے جو لوگوں کی نظر سے چھپ کر کیا جائے۔“
 ”یعنی جیسے میں پشاک کرتا ہوں؟“ فراق نے جواب دیا۔
 ”ابن محقر سے جواب ہے اس سرگ کی ہستانی لوں عرن آلود ہو گئی جیسے
 — خود کسی گناہ کا ارتکاب کیا ہو۔“

ایک روز جب حکمران صاحب کے کسی بے تکلف دوست نے اس کے لئے ایک شعر لکھا جس کا
 تیسرا ردیافت کا نو حکمران صاحب نے اسے مخصوص انداز میں فرمایا
 کہ یہ شعر ایک افکار کی طرف اشارہ ہے جس کا پہلا شعر کوئی شعر لکھا ہے جس کا
 گھٹا سرا مل ہو جائے اور اس کے پہلے شعر کو سرا ملتی ہے تو کسی گھٹا
 شعر تیرا مل کر دیکھا جائے دیکھا جائے کہ اس کا ردیافت ہے
 یہ کہ اس شعر کے لئے ایک شعر لکھا جائے کہ اس کا ردیافت ہے
 ایک اور جو اس شعر میں ہادی کے حکمران صاحب کو پتہ ہے کہ اس کا ردیافت ہے
 "کیا عرساک حالت ہے آپ کی خوشی ہے آپ کو خود اسے مولیٰ مایا اور آپ اپنے
 مقام کو کھول سکتے ہیں جو کھول کر میں اس کے کھولنے کی طرح اپنے مقام پر آج بھی لاؤں
 اٹل کھڑا ہوں جہاں آج اسے کوئی مثال نہیں ملے گی یہ ہے کہ اس کا ردیافت ہے
 حکمران صاحب نے جواب دیا کہ اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے اور میری ردیافت
 گاڑنے کی طرح ہے جو اس کے لئے ہے کہ اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے
 اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے



یہ حکمران آزادی میں کسی شعر کی تعریف کر کے جو اسے کسی نے لکھا ہے کہ اس کا ردیافت ہے
 یہ وسطیٰ شعر اس کے لئے ہے کہ اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے
 اور اس کے لئے کہ اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے
 اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے اس کا ردیافت ہے

جگر مراد آبادی

ایک بار مشاعرہ ہو رہا تھا، ایک مسلم الثبوت استاد اُٹھے اور ابھوں نے ایک طرح
 مصرعہ دیا ع جس سے آرہی ہے لوٹے کباب
 ٹسے ٹسے تاعروں نے طبع آزمائی کی لیکن کوئی برگرد نہ لٹا سکا اں میں سے ایک
 شاعر نے قسم کھائی کہ جب تک برگرد نہ لگائیں گے جیس سے ہیں میٹھیں گے، چنانچہ
 وہ ہر مصرعہ کے کباب سے کل جاتے اور کچی آداری سے لاپتے۔
 جس سے آرہی ہے لوٹے کباب
 ایک دور وہ دریا کے کنارے ہی مصرعہ الایب رہے تھے کہ ادھر سے ایک
 کس لڑکا کدرا جو یہی شاعر ہے مصرعہ پڑھا، وہ لڑکا لول اُٹھا۔ ع
 کسی مُنہ کا دل حسد ہو گا
 تاعروں بھاگ کر اس لڑکے کو سسے سے لگایا مہی لڑکا لڑا جو کر جگر مراد آبادی کے
 نام سے مسلم الثبوت استاد۔



مجھ پالی میں جگر مراد آبادی کے اعرار میں ایک مخصوص فنمیل مشاعرہ معقد ہوئی جس
 میں شعر کی تھوڑی سی اور دوسرے نامور کہہ متقی شعرا کے علاوہ بعض کلام اور لوگوں اور
 شعرا نے ایسا کلام سنا، اسحاق سے اس مشاعرہ میں ایک دو مشہور شعرا کے اچھے اشعار
 بہت ناقص تھے اور ایک متمدنی شاعر کی عربی کا ایک شعر جگر صاحب کو غیر معمولی طور

مے کتو اسرم تم کو بھر بھی نہ پمیا آیا

~~~~~

سردوؤں کے احار پر تاب کے انڈیٹر ماکہ جمد مار کو اپنی شاعری پر مار  
 بھتا' وہ اکثر مولا ماطر علی حاں کی لطموں کا جواب دیتے وقت اس پر جوٹ کر  
 حاتا تھا ایک دفعہ اس نے ایک مطم کہی جس کا کافہ "بھتے" اے "دعیرہ بھا اس  
 کا ایک شعر تھا ہے

رعیدار اور لائے گا کہاں سے قافے جس کر

کہ جسے سا فیہ تھے اس میں میں آئے اس

مولا ماطر علی حاں نے ایک طویل لطم میں اس کا جواب دیا ' ایک شعر اچھلا  
 مہا شے مار کی شاں لواسچی کے میں صدے  
 بھلایا ہے گھر کا قافہ ہی کیوں شری مے

~~~~~

گامدھی کی لگوٹی کا مسماں کے ہمد سے موارہ کرتے ہوئے ایک مار لکھا ہے

لوئے گامدھی کی لگوٹی کا جہاں رکھنی ہے نرم

مرے ہمد کو بھی یارب فتح دے پستلوں پر

~~~~~

کا گرسہ تلاءں نے مسلم لیگ کی تحریک پاکستان کی مخالفت کی تو مولا مے اں  
 پر پھرتی کتے ہونے لکھا ہے

کا گرسہ پال رکھے ہیں عمر کے چند اڈوٹ عالم اسلام سے اں نے ہماروں کے خلاف



مرحمتیں ملے جس اپنی لیک ساں تو تیرا؟ کہنے کا ہے  
 کہیں پتا ہے سیکار ہے لاہور کی لیک  
 مکہ سے مرہٹا رہے لاہور کی لیک

### صحبتِ سیت سیت

والا احسب ذمائی ہے جس ستیرہ گرو کیا تو بولیں ابھیں گے ساد کرے آئی  
 والا سہی ایک طبیعت کے لیڈر تھے؟ ابھوں نے کہا۔  
 "میں اپنی گرفتاری میں تم کو کیوں مدد دوں میں تو ابھیں جیتا تمہیں عرض ہو  
 کہ ملے پادے؟ پتا چہ چار بولیں ملے ابھیں اُنٹھا کہ موٹر تک لے گئے  
 مولا! ملے ملی ماں ہے اسرارہ ریدارہ میں نکھا "حضرت عیسیٰ تو ایک  
 پہنچھا کرتے تھے مولا! حضرت مولیٰ نے میکہ وقت چار گدےوں پر سواری کی تھی



علامہ اقبال کو بچپن میں اسادے امار لکھائی تو انہوں نے ”علط“ کو ”علت“ لکھ دیا، یعنی ”ط“ کی جگہ ”ت“ ڈال دیا، ”استادے“ کہا ”علط کو ط“ سے لکھا جاتا ہے؟ انہوں نے جواب دیا ”نحباب اعلط کو علت ہی لکھا جاتے؟“



علامہ اقبال کو حکومت کی طرف سے ”سر“ کا خطاب ملا تو انہوں نے اسے قبول کرے میں نہ شرط رکھی کہ ان کے ”استاد“ مولانا مرحس کو بھی ”ممس العلماء“ کے خطاب سے نوازا جائے، اعلیٰ حکام نے یہ سوال اٹھا، کہ ان کی کوئی تصنیف نہیں، انہیں کسے خطاب دیا جاسکتا ہے؟

علامہ نے فرمایا ”اُمکی (یعنی مولانا کی) سب سے بڑی تصنیف خود میں ہوں۔“  
چنانچہ حکومت کو ان کے استاد کو ”ممس العلماء“ کا خطاب دیا۔



اُن کے حمایت اسلام کے شاعر نے ملک کے مامور شعرا جمع تھے، ان دلوں میں ملا حاتی ٹھہراپے کی وجہ سے گرد ہو گئے تھے، اور اقبال اُنھی لوگوں میں شمار ہوتے تھے، حب مولانا حاکمی کی ماری آئی تو انہوں نے اپنے کلام والا کا عذاب سے بچنے کے لئے علامہ صاحب کو پکڑا دیا، علامہ اقبال اُسے اور حاضرین پر ایک نظر ڈال کر گویا ہوئے عج گویا کہ میں ہی ہوں

لوگ اس غیر موقع مصرعے پر حیراں رہ گئے، اُنھی دو مامور کی نوعیت بھی سمجھ نہ پانے تھے کہ آپ نے پھر وہی الفاظ دہرائے، اب تو حاضرین میں کھٹل پڑ گئی آہستہ آہستہ ان کی کھسک بکھسک بکھسک دھڑک دھڑک اٹھ اٹھ کر لیا، لوگ اس زمانے

میں موت کا دعویٰ کرے والوں کو آسانی کے ساتھ معاف نہ کرتے تھے اس سے پتہ چلتا کہ  
 لوگ آپ کے دعویٰ موت کو جھٹلائے اور آپ کے خلاف کوئی واضح کارروائی کرتے۔  
 آپ نے فرمایا ہے

گویا کہ میں سی ہوں اشعار کے حُما کا  
 قرآن میں کہ اُترا مجھ پر کلامِ حسّانی  
 یہ سنا تھا کہ حاضرین داد دے اُٹھ کھڑے ہوئے اور کافی دیر تک تالوں  
 اور تعریضی کلام کا شور مچا رہا۔

علامہ اقبال کو بچپن میں استاد نے املا لکھانی دیا، انہوں نے ”علط“ کو ”علت“ لکھ دیا، یعنی ”ط“ کی جگہ ”ت“ ڈال دیا، استاد نے کہا ”علط کو ط سے لکھا جاتا ہے“ انہوں نے جواب دیا ”نصاب اعلط کو علت ہی لکھا جاتا ہے؟“



علامہ اقبال کو حکومت کی طرف سے ”سر“ کا خطاب ملا، انہوں نے اسے قبول کرے میں یہ شرط رکھی کہ ان کے استاد مولانا مرحس کو بھی سمس العلماء کے خطاب سے نوازا جائے، اعلیٰ حکام نے یہ سوال اٹھا، کہ ان کی کوئی تصنیف نہیں، انہیں کیسے خطاب دیا جاسکتا ہے؟

علامہ نے فرمایا ”اُمّی (یعنی مولانا کی) اس کے بڑی تصنیف خود میں ہوں۔“ چنانچہ حکومت کو ان کے استاد کو شمس العلماء کا خطاب دے دیا۔



اچس حمایت اسلام کے شاعر نے یہ ملک کے ماسٹر شعرا جمع تھے، ان دنوں بڑا حال ٹھہرا ہے، کی وجہ سے کرد رہ گئے تھے، اور اقبال بھی نوجوان شعراء میں شمار ہوتے تھے، حسب مولانا حالی کی ماری آئی، نوا انہوں نے اپنے کلام والا کا عذاب سٹھٹھے ہوئے علامہ صاحب کو پکڑا دیا، علامہ اقبال اٹھے اور حاضرین پر ایک نظر ڈال کر گویا ہونے لگے

گویا کہ میں ہی ہوں

لوگ اس غیر موقع مصرعے پر حیراں رہ گئے، ابھی وہ مات کی نوعیت بھی سمجھ رہے تھے کہ آپ نے پھر وہی العاطف دہرائے، اب تو حاضرین میں کھل پھٹ گئی آہستہ آہستہ ان کی کھنکھن پھس پھس دماغ رنگ اعلیٰ کر لیا، لوگ اس راز سے







مولوی انشا اللہ کئی مرسہ علامہ سے ملے گئے، ایک ہر مرتبہ یہی معلوم ہوا کہ علامہ باہر گئے ہوئے ہیں، اتفاق سے ایک دن گھر پر مل گئے، مولوی صاحب نے مرا خا کہا۔  
 ”ڈاکٹر صاحب! حب سے طبع انہیں امار کلی سے اٹھوا دی گئی ہیں، آپ کا دل بھی یہاں نہیں لگتا۔“

علامہ نے جواب دیا ”مولوی صاحب! کیا کیا حاشے وہ بھی نو دلس کی بہنیں میں“ مولوی صاحب کٹ گئے۔



ماں شیر احمد صاحب کو دیکھ کر علامہ اقبال اکثر کہا کرتے تھے ”اُئیے مولانا شیر“ ایک بار انہوں نے مسکرا کر درالاحیاء کیا ”ڈاکٹر صاحب! میں کہاں کا مولانا ہوں؟“ مسکرا کر کہے گئے ”واہ مولانا کوئی رُئی ماں ہے اند کیا مولاناؤں کے سر پر سیسہ جوتے میں، آخر کچھ کو عربی حاشے ہی جو ماں؟“



بچپن میں اقبال کو مٹری پالنے کا ٹراسوا تھا، ایک روز سنی بیٹھ رہے تھے اور ایک بیٹریا تھیں، ان کے اس اد مولانا میر حس نے دکھا تو دہرایا کم بخت! تجھے الائیڈر دل کو ہر وقت لمبھ میں کھائے رکھے میں کما مرا الما ہے“

علامہ اقبال نے جڑستہ جواب دیا

”حصہ! درالاسے! بھد میں لے کے دیکھیے!“



ایک مرسہ مشی محبوب عالم اڈیٹر پسا حارے اس کی کوئی نظم چھاپے سے الکا

علامہ نے جواب دیا ”آپ سے زیادہ حیرانی مجھے ہے کہ آپ تو حرس میں ہیں،  
سمجھا تھا آپ دیورہیکل ہیں گے، مگر آپ حرس کی کوئی شاں نہیں، اس درڑے پتلے؟

~~~~~

جو مہدی تہاب الدین ملہ لہور کے صدر منتخب ہو گئے، اسی زمانے میں سر
سجاد الملک بہتر چترال لاہور تشریف لائے، نواب سردار العقار علی ماں کے ہاں
پر کلعت دعوت دی گئی، اور نواب صاحب نے علامہ اقبال سے کہا کہ آپ ہر ہائی میں
سے مقامی معررں کا تعارف کرا دیجئے، علامہ اقبال تعارف کرائے گئے، جو مہدی
صاحب کی ماری آئی تو کہا ”اعلیٰ حضرت! میں ہاں ہاں جو مہدی تہاب لدیں صدر
ملہ لہور مستند، گو مگر بہتر لاہور میں ماشد۔“

مجلس میں ایک قہقہہ بلند ہوا، اور جو مہدی صاحب حل کر رکھ ہو گئے۔

~~~~~

لارڈ کچر جس جا میں سحر کر رہے تھے، وہ عرق ہو گیا تھا اور اُن کی مجلس بھی  
رہی تھی، اس زمانے میں ادواہ اڑی کہ لارڈ کچر بچ گئے ہیں، ایک دوست نے علامہ  
سے کہا کہ ”سنا گیا ہے لارڈ کچر زندہ ہو گیا ہے۔“

آپ نے فرمایا ”ہاں! کاڈلنڈ آئل کی صورت میں دایں آ گیا ہو تو تعجب

ہیں؟“

~~~~~

احار دلس کے ایڈیٹر مولوی امضاء اللہ جاں علاء کے ہاں اکثر حاضر ہوتے
تھے، ان دنوں علامہ اقبال کی ادار میں رہتے تھے، اور وہیں طوابعین آمادہ ہیں، یہ سب
کمیٹی کے ال کے لئے دوسری جگہ تحریر کی چاہیے، اہیں دایں سے اٹھا دیا گیا اس زمانے میں

علامہ اقبال

علامہ اقبال محض ہی سے مدد سحاح و ترویج طبیعت واقع ہوئے تھے، ایک روز جب ان کی عمر گیارہ سال تھی، انہیں سکول بھیجے میں دیر ہو گئی، اسٹریٹ صاحب نے پوچھا ”اقبال تم دیر سے آئے ہو“

آپ نے ساحتہ جواب دیا ”جی ہاں، اقبال ہمیشہ دیر ہی سے آتا ہے“



ایک دفعہ علی گڑھ میں مساعروں پر ہوا تھا، اہل ذوق و ذور دور سے متاعری میں شرکت کیے تھے، تھے ”علامہ اقبال بھی موجود تھے“ متاعری کے اختتام پر علی گڑھ کے چند صحافی تشریف لے علامہ کو پرستار کر کے کیٹھانی، انہوں نے ایک مصرعہ منتخب کر کے علامہ کو اس پر گزرا لکھا کے لئے کہا ع

مچھلیاں دشب میں پیدا ہوں ہر مانی میں

علامہ اقبال اسے کھینچوں سے پر سیر کرے کھے تاہم لوگوں کے سدا اصرار پر مصرعہ لگا کر شعر مکمل کر دیا

اشک سے دست بھری آہ سے سو کھس دریا

مچھلیاں دست میں پیدا ہوں ہر پالی میں



پہاں کے مشہور قاتلوں وال چوہدری تہاب الدین علامہ کے لئے تکلف

لکھا: ”سبحان اللہ! پکارا کفر بھی کیا کفر ہے کہ کسی کو حاجی اور کسی کو ہاجی (مخو کرے۔ والا) اور کسی کو کافر اور کسی کو مسلمان سنا ہے۔“

~~~~~

ایک دفعہ ایک شخص نے سرمد سے پوچھا کہ اگر سجاد میں محارے عربی عمارتوں کے ان کا اڑدو ترجمہ پڑھ لیا جائے تو کوئی ہرج یا نقصان نہ ہیں؟

سرمد نے جواب دیا ”ہرگز کوئی ہرج اور نقصان نہیں صرف اسی ماب ہے کہ کار نہیں ہوگی۔“

~~~~~

دہلی میں ایک طوائف تھی جس کا نام ”شیریں تھا“ مگر اس کی ماں بہت میڈولی اور مڑی شکل کی تھی ایک مجلس میں شیریں اپنی ماں کے ساتھ محوئے کیسے آئی سرمد وہاں موجود تھے انکے برابر ان کے ایک ایرانی دوست براحان تھے وہ شیریں کی ماں کو دیکھ کر کہنے لگے

”مادرش سیار تلخ است“ اس پر سرمد نے فوراً جواب دیا

”مگر یہ تلخ است ولیکن شیریں دارد“

~~~~~

ایک مولوی صاحب نے سرمد کو حاکم لکھا کہ میں محاسن کی طرف سے بہت تنگ ہوں عربی حاکم ہوں انگریزی سے ماواقف ہوں کسی ریاست میں میری سفارتش کر دیں؟

سرمد نے جواب دیا کہ سفارتش کی میری عادت نہیں اور معاش کی سگی کا آساں حل ہے کہ میری تفسیر القرآن کا ارد لکھ کر آپ چھپوائیں، کتاب خوب رکھے گی اور آپ کی سگی دودھ ہو جائے گی۔

~~~~~

ایک صحت من سرسید مولا ماشلی اور مولوی مسار علی میوں موجود تھے اور حوت نامی ہو رہی تھیں، انعاماً سرسید کا کوئی اہم کا عد کھو گیا نہت تھوڑا سا سرسید پریشان ہونے کسی طرح مولا ماشلی سے اس کا عد کو پاں اور سرسید کو درازا ورتائے اور عاتادیکھے کی عرض سے ایسا ہاتھ کا عد پر رکھ دیا، اُدھر سرسید بھی اس ادائے حاصل کو بھاب گئے کہ مطلوب کا عد کو مولا ماشلی ہاتھ کے نیچے دمانے بیٹھے ہیں، آپ ان کی طرف دیکھ کر مسکرائے اور کہا۔

”ررگوں کا قوی صحیح ہے کہ جو حیرت انگیز حاتی سے اس کو سیٹاں اپنے ہاتھ سے دما کر بیٹھا رہا ہے۔“

پھر ادھر ادھر دیکھ کر مولا ماشلی فرما ”درا دیکھا تو امیر ادو کا عد کہیں تمہارے ہاتھوں تلے تو نہیں؟“ اس پر مولا ماشلی ایسا ہاتھ اٹھا، اور وہ کا عد لٹا آما تو سب کی ہاتھیں کھل گئیں اور محض ہتھ پرار ہو گئی۔

سچ سچ سچ

محمد علی کا عرس کا جلسہ ہو رہا تھا سرسید کو اب محسن الملک، لوات مار الملک، سنی، حامی مدر احمد بھی موجود تھے، اسے میں پنجاب کے ایک مشہور مدرسہ دارو خطاب مافتہ بھی تھے، تقریر کر کے کھڑے ہو گئے اور بڑے خوش کے ساتھ فرمایا۔ کہ سرسید ہماری قومی کستی کے مکتد ہیں، ساری محمل دیوار ہتھ پر لگئی، سرسید بڑے تین ررگ تھے لیکن اپنی مکتدالی کا دکر مس کر رہیں بھی بے اختیار ہنسی آگئی۔

سچ سچ سچ

مولوی علی کش حال مرحوم سرسید کے حلاف کھر کا فتویٰ لیے کہ معطلہ گئے اور سرسید سے

یاد رہی یہ سُن کر خاموش ہو گیا اور اپنے ساتھی سے انکری میں کہنے لگا۔
 ”یہ تو سب کا دوسرے ہے“

~~~~~

ایک مارکسی مصموں میں سرمد احمد خاں نے لکھا کہ احماغ حلیا کہ اہل سند  
 سمجھے میں تحت شرعی ہیں ہے ایک تسعہ لے مصموں پڑھا لو بہت خوش ہو کر  
 سرمد سے ملے آیا اور اس سے کہنے لگا۔

”کیوں حساب احب آپ کے بروک احماغ تحت ہیں تو حلیہ اول کی حلا  
 کیونکر تانت ہوگی؟“

سرمد نے جواب دیا ”حضرت! ہوگی لو اُن کی ہوگی میرا کسا گرٹے گا؟“  
 وہ یہ سُن کر اور بھی خوش ہوا اور کہنے لگا ”کیوں حساب! اس اختلاف کے وقت  
 جب کچھ لوگ حلیہ اول کا ہوا چاہتے تھے اور کچھ حساب امر کا! اگر آپ اس وقت  
 ہوتے تو کس کے لئے کوستق کرے؟“

سرمد نے اُسی تانت کے ساتھ جواب دیا ”حضرت! مجھے کما عرض بھی کسی سئلے  
 کو شش کرنا؟ مجھ سے جہا تک ہو سکا اپنی ہی حلافت کا ڈول ڈالتا اور سوچو  
 کامیاب ہوتا؟ یہ سُن کر اُن حصر لے حوتیاں ہیں گھر کا رستہ لے!“

~~~~~

ایک مارکسی مدد میں مجھے تو ڈیوگ آپ آرگنائز لے دعوت میں شراب
 بھی پیش کی! آپ لے معدد کرتے ہوئے کہا۔
 ”میں لوح کی شراب ہیں پتا صرف آدم کی شراب (یعنی پانی) پیتا ہوں۔“

سرسید احمد خاں

ایک دفعہ سرسید ریل میں سوار تھے، کسی اشش پر دو انگریزوں کی گاڑی میں آٹھٹھے 'اں' میں سے ایک 'مادری' تھا، انہیں معلوم ہو گیا کہ سرسید احمد خاں اہی ہیں چنانچہ 'مادری' نے سرسید سے کہا۔

"دوست سے آپ کی ملاقات کا امتنان تھا، میں آپ سے خدا کی باتیں کرنا چاہتا ہوں۔"

سرسید نے کہا۔ "میں نہیں سمجھا آپ کس کی باتیں کرنا چاہتے ہیں، اس نے کہا "خدا کی"۔

سرسید نے کمال سچیدگی کے ساتھ کہا "سری لوں سے کبھی ملاقات نہیں ہوئی اس لئے میں ان کو نہیں جانتا۔"

مادری نے متعجب ہو کر کہا "ہیں آپ خدا کو نہیں جانتے؟"

انہوں نے جواب دیا "مجھے پر کیا معروف ہے، جس سے ملاقات ہو اس کو کوئی بھی نہیں جانتا" پھر کسی شخص کا نام لے کر پوچھا "آپ اسے جانتے ہیں؟" مادری نے کہا "ہیں" میں اس سے کبھی نہیں ملا۔

سرسید نے کہا "میر جس سے میں کبھی نہ ملا ہوں، میں نے کبھی اس کو ایسے ہاں کھائے یہ ملایا ہونہ، مجھ کو اس کے ہاں کھائے پر جائے کا اتفاق ہوا، میں اس کو کیوں کر جانتا ہوں؟"

ایک آدمی مولانا عبدالمحیدریا آبادی بار بار مقتوی مولانا دوم کا ذکر کر رہے
تھے 'آخر صبر اکر سے رہا گیا' بول اُٹھے۔

کیوں صاحب! یہ فرمائیے کہ اللہ میاں بڑے میں یا مولانا دوم؟
مولانا بے جواب دیا — "اللہ میاں"

نولے میں آپ کی گھنگو سے یہ سمجھا تھا کہ تانہ مولانا دوم بڑے میں حبیب آپ
آئے میں نامہ بار اہیں کا ذکر کر رہے میں اللہ میاں کا نام میں بے ایک بار بھی نہیں

ستچیت

ایک کافی عمر رسیدہ مگر نیتس ایل بررگ ساؤسگار میں مصروف تھے وہ
اکر کے تے تکلف دوسوں میں تھے مگر اکر کو دیکھ کر تھپیپ کئے
اکتر ایسے موقعوں پر کہ چوکے والے تھے اکر اکر کہے لگے
مصرف میں حضور کس مدد و تس میں
اپرل کی ہمارہ ہوگی اگست میں

علی کی، اگر کسی درار فاسد، آنا کا دودھ پلا دیتے تو آج یہ آدمی کا دودھ
کیوں تلاش کر پا پڑتا؟

تہتہ تہتہ

ایک روز اکرم الہ آبادی خواجہ حس لطیفی کے ہاں جہاں تھے، دو طوائفیں
خواجہ صاحب سے تحوید لیے آئیں حضرت اکثر کاؤ بکھے سے لگے بیٹھے تھے دفترا
ان کے دونوں ہاتھ اوپر کو اٹھے اور اس طرح پھیل گئے، جسے بچے کو گود میں لیے
کے لئے بھلتے ہیں اور بے ساحتہ رمان سے لکھا "آئیے آئیے"۔

فیروز کے گھر میں لطف کی راتیں بھی آتی ہیں

روایت کے لئے اکثر مسماں بھی آتی ہیں

میں بوجھال کر مانتا تھا یہاں صرف مرثیے مارل ہوتے ہیں لیکن آج تو خوریں

بھی اتر آئیں۔

تہتہ تہتہ

حکیم اجل جاں دشمن اکرم الہ آبادی کی خوب ادا کھلا ہر کے کاسے کی
یہ ہر حساسے کاٹنی گئی ہے، اکثر درما کے سد کو دکھ کر لوئے "اگریر بھی کاشے ہیں جھا
کی آرا دی پھیں ل" مجھے معلوم رہتا کہ الہ آباد کی رئیس میں پیچھے سے پہلے حسامانی کا
پانی کاٹ لیا تھا ہے۔

ایک صاحب لوئے "مما بھی کیا" یراں کلر کے ماس اگر رسوں لے گنگا بھی کاٹ

لی ہے اور اس کے سارے والے کا نام کاٹنی ہے "حضرت اکرم فرما ماع

"کاٹنی صاحب لے گنگا کاٹ لی"

۱۹ء میں امیر حبیب اللہ حال والی کامل ہمد و ستاں آئے تو اکرام آبادی
 ے لکھا ہے

۱۱۱ آتے میں جو کامل کے تو بڑے رستے حقے میں
 امیر آئے تو ہم کو کیا مرے میں لارڈ مٹو کے

—————

اسی طرح حب ترک موالاب کی تحریک میں مسلمان بھی شامل ہو گئے تو آپسے لکھا
 مٹھو ماں بھی حسرت گامدھی کے ساتھ میں
 گو حاکم راہ میں مگر آمدھی کے ساتھ میں

—————

اکرمیے مشہور موہائے پر بہت سے لوگوں نے اس کی شاگردی کا دعویٰ کر دیا۔
 ایک صاحب کو دور کی سوجھی اور اہوں نے خود کو اکرم کا استاد متہو کر دیا اکرم
 کو حب یہ اطلاع پہنچی کہ جید آباد میں اس کے ایک اُساد کا طہور ہوا ہے تو کہے
 گئے 'ہاں مولوی صاحب کا استاد ہے' مجھے مادیٹر تا ہے 'مرے بچپن میں ایک
 مولوی صاحب اکرام میں تھے وہ مجھے علم سکھاتے تھے اور میں اُن کو عقل 'مگردلو
 ' کا کارے 'مولوی صاحب کو عقل آئی اور مجھ کو علم' ۛ

—————

ایک دفعہ اکرم سحت سیمار تھے 'حگر کی حرائی کی دھ سے حکیموں نے تجو ر کیا کہ
 اوشی کا دودھ پیئے، 'مسکرا کر کہے گئے۔

"ٹٹھایے میں حگر کی حرائی مجھے شیر جوار سا رہی ہے" ماں باپ نے بچپن میں ہی

”پہلو میں گامی پیدا کر دی چاہیے وہ کہے گئے۔
 کی طبعیت میں گامی پیدا کر دی چاہیے وہ کہے گئے۔
 ”پہلو میں گامی پیدا کر دی چاہیے وہ کہے گئے۔“
 کی طبعیت میں گامی پیدا کر دی چاہیے وہ کہے گئے۔

”پہچان میں لا کی جاوے“
 شرک اور کفر کے محمدؐ
 اور
 مقبولی درجہ کے رہنے والے صاحب کو لکھ بھیجا ہے
 الف دیں گے حب لکھی کتاب
 کرے دیں گے پائی راہ صواب

کہ مے دہی سے پانی
 ایک مہرہ جھرب اکرا لہ آبادی کے دوستے ابھیں ایک ٹوپی دکھائی
 جس پر قل ہوا اللہ کرٹھا ہوا کھا آکے دیکھتے ہی دریا
 ”محنتی بہت عمدہ ہے کسی دعوت میں کھا مانے میں دیر ہو جائے تو نہ ٹوپی
 ہیں لیا کرو“ سنا سمجھ لیں گے کہ اسٹریاں قل ہوا اللہ کرٹھا رہی ہیں“
 اور پھر مہرہ مہرہ

ایک روئے سب سمجھ لیں گے یہ کہ

تحت تحت تحت

اگر آہ آہی کے کوئی عریض نایسکل سے گر پڑے، اور ہمسہ مہر صاحب
”مرا موحی“ مجھے کوئی قدامت پسند کے ماقدمات پرست، مجھے بوعہد
حاصر کی اچھی سے اچھی احادیث میں بھی نقصاں و صریح پہلو نظر آتے ہیں خواہ
مؤثر ہو یا موافق جہاں اور نایسکل کو محسوس روگ ہے، دیکھو ”مرض“ مائی
سے شروع ہوتا ہے ”بھیر“ ”یک“ ہوتا ہے، ”بھیر“ ”ال“ مٹا ہے، یوں نایسکل
تحت تحت تحت

مٹا ہے

اکبر الہ آبادی

سریندا احمد جاں کو شہداء میں گورنمنٹ ے سی ایس آئی کا خطاب دیا۔ تو
اکبر الہ آبادی ے ان پر پھپھستی کسی سے
بھل جہاں سے یہ عرت یا نی آج جوئے ہم سے ایس آئی
شیخ سے سمجھے لفظ انگریزی لوئے ہوئے ہیں ہم عیسائی



ایک جوتا فروش اکبر الہ آبادی کے پاس آما درگاہا کہ میں نے حوٹوں کی۔ دوکان
کھول لی ہے، اس لئے کوئی شعر جو جانے تو اکثر سے کہا ہے
شو میکری کی کھولی سے ہم نے دوکان آج
روٹی کو ہم کمائیں گے حوٹوں کے دور سے



گوہر ہامی طوائف ے اکبر الہ آبادی سے درخواست کی کہ کوئی شعر میرے
لئے لکھی ہو جانے، اکثر سے لی الدہ سے کہا ہے
حوٹس صعب آج کھلا کول ہے گوہر کے سوا
سب کچھ التذری نے رکھا ہے توہر کے سوا



ایمٹ آماد کے ایک وکیل مولوی العادیں نے اپنی صعب کردہ ایک
کتاب اکبر الہ آبادی کے پاس بھیجی، العادیں مام کے عجب ہیں ے اکبر الہ آبادی

ایک دن مرزا عالم کو ملک بہادر کو ملے گئے حب علام گردش میں پہنچے
 تو حدنگار نے صاحب عالم کو اطلاع دی کہ مرزا لوتہ صاحب آرہے ہیں وہ
 کسی کام میں مصروف تھے "علاء سکے" مرزا عالم دین ٹہلتے رہے صاحب عالم
 ملے کچھ دیر کے بعد ملازم کو پکار کر فرامہ آڑے دکھ 'مرزا صاحب کہاں ہیں؟
 مرزا صاحب نے وہیں سے جواب دیا "علاء" گردش میں ہے۔"



اور مرزا کی اس شوچی کا علم تو سب کو ہے کہ ایک مار کسی بیٹے کا بہت سا
 قرض مرزا کے سر چڑھ گیا اُسے حب روپے ملے کی امید رہی تو محسوز ڈگری
 کروادی 'مادشاہ کے دربار سے ملاوا آیا' مرزا خود تو گئے التہ حکمائے کی نشیت
 یہ لکھ دیا۔

قرض کی پتے تھے مے اور سمجھے تھے کہ ہاں!
 رنگ لائے گی ہماری ناقہ مستی ایک دن
 مادشاہ نے یہ ٹوٹھا نو مسکراتے اور ڈگری کا روپیہ حرا لے سے جاری کر دیا۔



”صاحب! ماہر سے آجاتے ہیں؟“

~~~~~

مرا صاحب کا مارے کس قدر تعلق تھا! اس کا کچھ اندازہ اس سے ہو جاتا ہے کہ ایک مرتبہ گھر چائے لگے تو دیکھا سگیم صاحبہ صحن میں مصلا بچھائے مار پڑھ رہی ہیں! مرا صاحب نے یہ دیکھا تو دروازے پر بٹھہر گئے حب وہ مار پڑھ چکیں تو آب نے حوتا اتار کر سر پر رکھا اور سگے پاؤں آہستہ آہستہ ڈرتے بچکپاتے ہوئے صحن تک آئے، سگیم نے یہ حالت دیکھی تو مسکرا کر کہے لگیں ”یہ کیا؟“  
 آپ نے جواب دیا ”کچھ نہیں! صرف آپ کے مہلتے کی تعظیم ذکرِ رم ہے۔“  
 سگیم نے در استرغ چاہی تو کہا۔ ”اب تو سارا صحن مسجد ہوگا پیر اگر کوئی دم رکھے، اور کرے تو کیا کرے؟ اسلئے حوتا اتار کر سر پر رکھ لے۔“

~~~~~

ایک روز کسی سے کہے لگے ”کیوں صاحب! ہم لومرد ہیں! ہمارا مار پڑھنا ٹھیک ہے! ہم مار پڑھتے ہیں تو اس لئے کہ جو ریں ملیں علماں ملیں! نہ عورتیں آج کیوں مار پڑھتی ہیں، ابہن کس کی تلاش ہے؟“

~~~~~

مرا کی مں سیا رہوئیں تو عادت کو گئے! ”جو چھا“ کیا حال ہے؟  
 لولی ”مرتی ہوں“ مرض کی لکڑ ہے! کہ گردل پر لئے حالی ہوں! آپ نے کہا ٹوٹا! بھلا نہ کیا لکڑ ہے؟ حد کے ہاں کیا معنی صدر الدین حال معنے مں خود گری کر کے پکڑ والیں گے؟“

میاں مٹھو! یہ مجھ سے خود نہ بچے، تم کس فکر میں یوں سر تھکائے بیٹھے ہو۔

~~~~~

ایک دفعہ مرزا مالک مدینا چاہتے تھے، ایک مکان خود دیکھ کر آئے۔ اس کا دیوار حارہ نو پسند آگیا مگر محل مرا خود دیکھ کے، گھر پر آکر اس سے دیکھنے کے لئے لی کر بھیجا وہ دیکھ کر آسن تو اس سے پسند مالسد کا حال پوچھا، انہوں نے کہا، ”اس میں تو لوگ ملاتے ہیں“ مرزا نے چہک کر جواب دیا، ”کما دیا میں آپ سے بھی ٹھہ کر کوئی لا ہے؟“

~~~~~

مرزا کی زندگی مادی و مادی مصائب سے پُر تھی، مگر وہ حساس دل کے ہاتھوں رنگ بھنے، چنانچہ آخری عمر میں موسیقی اور نوٹ بھنگی بھی ہر سال ایسی تاریخ و تاب نکالے اور حیا کرتے کہ اس سال ضرور فرحانوں گا۔

۱۲۴۰ء میں انہوں نے اپنے مرے کی تاریخ یہ کہی، ”عالم مُرد“ اس سے پہلے کے مادے غلط ہو چکے تھے، مٹی حرام ہر گز جو ہر سے مرزا نے اس مافیہ کا ذکر کیا تو انہوں نے کہا، ”حضرت! انشا اللہ یہ مادہ بھی غلط تاس ہو گا“ مرزا نے کہا، ”دیکھو صاحب! تم ایسی دلی مرے نہ نکالو، اگر یہ مادہ مطابق نہ نکلا تو میں سر پھوڑ کر مر جاؤں گا۔“

~~~~~

ایک بار مرزا مالک اور اس کا ایک بہان کسی دعوت سے رات کے وقت واپس آ رہے تھے، ایک سنگ لگی میں ایک گدھا کھڑا تھا، وہاں رک کر لوٹا۔
”مرزا صاحب! وہی میں گدھے بہت ہیں؟“ مرزا صاحب نے فوراً جواب دیا

حسرت ہوئے لگے اور مراد اپنے ہاتھ میں تمعداں لے کر کھینکنے ہوئے لب و لہجہ
 ”نک آئے تاکہ وہ روشنی میں حوتا دیکھ کر کہیں لیں اہوں نے کہا ”فدہ و کھہ“ آپ نے
 کیوں تکلیف دہائی میں اپنا حوتا پہن لیتا“ اس پر مراد نے کہا ”میں آپ کا حوتا دکھائے
 کو تمعداں ہمیں لایا مگر اس لئے لایا ہوں کہ کہیں آپ میرا حوتا نہ ہیں حاتیں“

سچت چت چت

عد کے بعد مراد کی پیش قدمی اور دربار میں شرکت کی احاربہ بھی ایک
 دور پڑت مولی لال میر مٹھی لعلیٹ یحباب مراد سے ملے آئے یٹس کا ذکر
 چلا اور مراد نے کہا ”نہام عمر میں ایک دل تیرا ہے بی ہو لو کا در اولد ایک دفعہ
 مار پڑھی ہو لو گہ گہ گہ گہ میں ہیں حاتاکہ سرکار نے کس طرح مجھے باغی مسلمانوں
 میں تیار کر لیا“

سچت چت چت

ایک شام مراد کو شراب ملی تو مار پڑھے چلے گئے اتنے میں اس کا ایک شاگرد
 آیا اور اسے یہ معلوم ہوا کہ مراد کو آج شراب نہیں ملی چنانچہ وہ مسجد کے سامنے پہنچا
 اور وہاں سے توہل دکھائی مراد دھوکے کے بعد مسجد سے کھلے گئے کسی نے
 کہا ”کیا کہہ کر مار پڑھے چل دئے“ اہوں نے کہا
 ”حسن چیر کے لئے دعا مانگا تھی وہ لوہو ہی مل گئی“

سچت چت چت

حادثے کے موسم میں ایک دن طوطے کا پتھر اس سے رکھا تھا طوطا سردی
 کے سبب پردوں میں مسمہ چھپاتے بیٹھا تھا مراد نے دکھا تو کہا۔

سے شگواتے ہیں، ماہر سے دُور دُور کا آم بطور سوغات آتا تھا، مگر مراد کا جی نہ بھرتا۔ ایک عمل میں مولانا فصل حق اور دیگر احباب میٹھے آموں کی تعریف کر رہے تھے، جب سب لوگ اپنی اپنی رائے ہانک چکے تو مولانا فصل حق نے مراد سے کہا کہ تم بھی اپنی رائے بیان کرو، مراد نے کہا ”بھئی میرے ہر دیک تو آم میں صرف دو باتیں ہوتی جاہلیں، میٹھا ہوا اور بہت ہو“ اس پر سب حاضرین کھٹکھٹا کر مس پڑے۔



ایک دفعہ رات کو پٹنگ پر بیٹھے آسمان کی طرف دیکھ رہے تھے، تاروں کی غلاہری نے رطلی اور اختشار دیکھ کر بولے ”حوکام خود رانی سے کیا جاتا ہے اکثرے ڈھنگا ہوتا ہے، ستاروں کو دیکھو کس اتری سے بکھرے ہوئے ہیں، نہ تاسب سے نہ ہنظام نہ س ہے نہ ڈٹا، مگر بادشاہ خود مختار ہے، کوئی دم نہیں مار سکتا۔“



ایک روز میر بہدی مخرج مراد کے پاس آئے، مراد بلیک پر بیٹے کر وہ ہے تھے۔ میر بہدی پائل دالے گئے، مراد نے کہا ”بھئی تو سید زادہ ہے“ مجھے کیوں گہنگار کرتا ہے؟“ اہوں نے، مانا اور کہا۔ ”اگر آپ کو ایسا ہی خیال ہے تو میر دالے کی اُحوت دے دیجئے گا۔“ مراد نے کہا ”ہاں اس کا معاملہ نہیں؟“ جب وہ پیر داب چکے تو اہوں نے اُحوت طلب کی، مراد نے کہا ”بھئی کیسی اُحوت، تم نے میرے پائل دالے میں لے تمہارے پیسے دالے، حساب برا رہا تھا۔“



ایک رات میر سردار مرزا کے ہاں تشریف لائے، جب تھوڑی کے بعد

ماں کی کالی دیتا ہے اس سے زیادہ کون ے وقوف ہوگا۔

~~~~~

ایک روز بہادر شاہ طغرل اپنے حیدر صاحب کے ساتھ مارچ میں ٹہل رہے تھے، مرا بھی ساتھ تھے اس مارچ کو ام مولے مادشاہ یا نیگمات کے اور کسی کو مسرہ آسکتا تھا مرارا ماراؤں کی طرف غور سے دیکھ رہے تھے مادشاہ نے پوچھا ”مرا اس قدر غور سے کیا دیکھ رہے ہو؟“ غصے کی ”پریشانی تو کسی نے کہا ہے۔“

مر سر بردار نہ دوستہ عیاں

کیں دلاں ال دلاں اس قسلاں

میں دیکھ رہا ہوں کہ کسی دے پر میرے ماں کی ٹہل رہی ہے۔“

مادشاہ مسکائے اور اُسی روز امول کا ایک ٹوکرا مرا کے ہاں بھجوا دیا

~~~~~

مرا صاحب کے دوستوں میں سے حکیم رحی الدین مال کو ام میں بھاتے تھے، ایک دن وہ مرا کے مکان پر آئے میں بیٹھے تھے، اتنے میں ایک کہاراپے گدھے لے کر گذرا گلی میں ام کے پھینکے بڑے ہوئے تھے، گدھے نے انہیں سونگھا اور چھوڑ دیا، اس پر حکیم صاحب چہک کر لوٹے

”دیکھئے ام ایسی شے ہے گدھا بھی نہیں کھاتا“ مرا صاحب کے جواب

دیا ”ے تک گدھا ام نہیں کھاتا“

~~~~~

مرا امول سے کبھی سرطیعت، موے بھے ال تہر تھمتہ بھیجتے مرارہ اور مارا

مرزا نے ایک کتاب قاطع برائے نکمہی اس ماحراب اکثر معصوموں کے دیاں میں  
 ہے بعض کے حساب مرزا بھی کیئے اور ان میں بھی زیادہ تر شوجی اور طراوت سے کام  
 لیا ایکس مولوی اس الدیں کی کتاب قاطع قاطع کا حباب مرزا نے کچھ نہیں دیا کیونکہ  
 اس میں محس اور اتنا سہ العاط کثرت سے کیئے تھے کسی نے کہا حضرت آپ نے  
 اس کا کچھ جواب نہیں لکھا۔  
 مرزا نے جواب دیا، اگر کوئی گدہما مہائے لاپ مارے تو کیا تم بھی اس کے  
 لاپ مار دگے؟

### تست حیات

ایک روز مرزا عالم اور دولا ماحالی دسترخواں پر بیٹھے تھے کہ ڈاکر ایک عادیہ  
 لے گیا عادیہ کی بے ربطی اور کتاب کے نام کی احتیاج سے ان کو عین ہو گیا کہ۔  
 کسی مخالف کا ویسا ہی گستاخ خط ہے جیسے پہلے آئے رہے میں اُحالی لکھتے ہیں کہ مرزا  
 نے یہ خط مجھے دیا اور کہا کہ اسے کھول کر پڑھو میں خود دیکھتا ہوں توئی الحقیقت سارا  
 خط محس دشنام سے بھرا ہوا تھا پوچھا کس کا خط آیا ہے اور کیا لکھا ہے، مجھے اس کے  
 اظہار میں قائل تھا مرزا نے فوراً میرے ہاتھ سے عادیہ چھین لیا اور فرمایا "شاید آپ کے  
 کسی شاگرد کا لکھا ہوا ہے؟"

پھر اول سے آخر تک ٹھہرے کے بعد کہا "اس آئندہ کو گالی بھی نہیں دینا آتی"  
 ٹھہرے آدمی کو میٹھی گالی دیتے ہیں کیونکہ اس کو غیرت آنے سواں کو خور وکی گالی  
 دینے میں کیونکہ اس کو خور و سہ روادہ مانوس نہیں ہوتا یہ قوم سان جو بہتر برس کے ٹھہرے کو

مرزا صاحب نے کہا ”حضرت! حدائے مجھے آپ کے سیر دیکھا ہے آپ میرا لٹا مجھ کو حدائے سیر دیکھتے ہیں“



مرزا کی میٹھک ایک چھوٹا سا تنگ کمرہ تھا جس کا دروازہ بھی مسجد چھوٹا تھا تو وہ ایک قید خانہ برآمدہ معلوم ہوتا تھا، ایک بار رمضان کے بیسے میں معنی صدر الدین آردہ ٹھیک دوپہر کے وقت مرزا سے ملے آئے اسی وقت مرزا ایسے کسی دوست کے ساتھ جو سر کھیل رہے تھے آردہ ابھیں دیکھ کر کہے لگے کہ ہم نے حدت میں ہڑھا تھا، رمضان کے بیسے میں شیطان قندوٹا ہے مگر آج حدیت کی محنت میں مرد ہیدا ہو گیا، مرزا نے کہا ”قلہ! حدث ما کل صبح سے، مگر آپ کو معلوم ہو کہ وہ جگہ جہاں شیطان قید رہتا ہے یہی لو ہے“



ایک بار دوپہر کا کھانا آیا اور دس سترواں بچھا کر اس تو بہت مجھے لیکر کھانا ہائیت لسل تھا، مرزا نے مسکرا کر کہا ”اگر تمہوں کی کثرت روحیاں کیجئے تو میرا دس سترواں مرد کا دس سترواں معلوم ہوتا ہے اور جو کھانے کی تعداد کو دیکھئے تو مایہ دیکھا“



رمضان کا ہمسہ تھا، ایک ٹی مولوی مرزا سے ملے آئے عصر کا وقت کھانا مرزا نے حدت نگار سے پانی مانگا مولوی صاحب نے تعجب سے کہا کیا حجاب کا دورہ نہیں ہے، مرزا نے کہا ”ٹسی مسلمان مول چار گھڑی دن رہے تو درہ کھول دیتا ہوں“







ایک وہ میں کہ دودو ماراں کی سیڑیاں کٹ چکی ہیں اور ایک سم میں کہ ایک اور پچاس  
 رس سے جو بیوقوفی کا پھندہ گھٹے میں پڑا ہے تو رہ پھندہ ہی ٹوٹتا ہے دم ہی لگتا ہے  
 اس کو سمجھاؤ کہ بھائی میرے بچل کوں پال لوں گا تو کیوں ملا میں بیٹا ہے۔



ایک دفعہ سترہیں صبح دوا پھسلے میر مہدی مخرج لے پوچھ کھسی کہ حضرت ا  
 واما تر سے دفع ہوئی یا اٹھی تک وجود ہے اس کے جواب میں لکھتے میں لکھتی کیسی  
 دوا حب ایک ستر رس کے ٹھٹھکا اور ستر رس کی ٹڑھیا مار سکے، تو کف میں ڈبا۔



ایک مار مر رانے مادشاہ کو ایک عرطل سالی حسن کا معطع سے ہے  
 یہ مسائل مصروف ایہ میرا سیس معالت  
 تجھے ہم دلی سمجھے حرم ملودہ حرار نوما  
 مادشاہ نے یہ معطع کس کو کہا ”بھئی ہم لو حب بھی ویسا سمجھتے۔“  
 مر رانے کہا ”حصور لو اب بھی اس اسی سمجھے میں مگر بہ اس لئے ارشاد ہوا ہے  
 کہ میں ایسی دلائی پر معرودہ ہو جاؤں۔“



ایک روز مر رانے میں مٹھے شراب پی رہے تھے، مارتس جو رہی بھتی  
 کسی نے کہا ”مارش بہیب ہوئی ہے“ مر رانے جواب دیا۔  
 ”میں لو حب حالوں کہ یانی جوترے کے اور آحاٹے“ ساتھی بے عرص کی۔  
 ”حصر اتے میں لو کام دلی ڈوب جائے گی۔“

”گدڑیں اور میں سلام کو حاضر ہوں“  
 ”جی ہاں“ اس نے کہا ”میں بھی ہوا“ اور اسی وقت  
 ”کلمہ“ پڑھا اور پھر صاحب کو ملے جلے آئے۔



نواب علاؤ الدین کے امام ایک خط میں لکھتے ہیں ع  
 مدد صبر و دل بردار گماں نو مسر

مکرر لکھ چکا ہوں کہ قصائے کا مسودہ میرے ہیں رکھا مکرر لکھ چکا ہوں کہ مجھے  
 ماہ ہیں کہ کوئی راعناں مانگتے ہو پھر لکھتے ہو راعناں بھیج اقصید بھیج امسی  
 اس کے کہ تو تھوٹا ہے اب سے نو مکرر لکھے گا۔

کھائی قرآن کی قسم بحیل کی قسم نورت کی قسم رور کی قسم ہمود کے حار وید  
 کی قسم دساتیر کی قسم زندگی قسم اوسا کی قسم گرو کے گریہ کی قسم ہمرے ہاس  
 ود قصیدہ مجھے وہ راعناں یاد کلیات کے باب میں جو عرض کر چکا ہوں ع  
 رسم اسم کہ ہستیم و ہماں حجاب لولا



مرزا صاحب حار داری کو سخت مصدق قرار دیتے تھے کسی نے ان کے ایک  
 شاگرد امراؤ سنگھ کی دوسری بیوی فرے کا حال لکھا اور ساتھ ہی یہ بھی لکھا کہ اس سے  
 بچے کئے گئے ہیں اب اگر مسری تادی نہ کرے تو کما کرے اور بچوں کی کس طرح  
 پرورش ہو مرزا اس کے جواب میں لکھتے ہیں۔

”امراؤ سنگھ کے حال پر اس کے واسطے رحم اور اپنے واسطے رشک آتا ہے اللہ

خط کا جواب ۱۸۵۹ء میں بھیجتے ہو۔ اور مرہ یہ کہ حب تم سے کہا جائے گا تو یہ کہہ دو گے کہ میں نے تو دوسرے ہی دل جواب لکھا ہے۔

~~~~~

اے روروں کے مارے میں ایک دوست کو لکھتے ہیں
 ”دعویٰ بہت سے رورہ رکھا ہوں مگر رے کو ہلاتا رہتا ہوں، کبھی
 یابی پائی کبھی حقہ پی انا کبھی کوئی ٹکاڑا روٹی کا کبھی کھانا یہاں کے لوگ غیب فہم رکھے
 ہیں، میں تو رورہ ہلانا ہوں اور صاحب فرمائے میں کہ تو رورہ ۲ میں رکھا یہ ۲ میں
 سمجھتے کہ رورہ ۲ رکھا اور چیر ہے اور رورہ ہلانا اور چیر ہے۔“

~~~~~

مرزا صاحب کی ہش سہ ہونی تو لوگوں نے احوال بُری کے حطوں کا نام لے لیا  
 ”وہ ایک مار میرمدی نے اسی مسموں کا خط بھیجا تو جواب میں مرزا نے لکھا  
 ”میاں! اے رورہ جیسے کا ڈھب مجھ کو آگیا ہے، اس طرف سے خاطر جمع رکھا  
 رمضان کا منہ رورے کھا کھا کر کاٹا آگے حلا رارق ہے کچھ اور کھاے کو نہ ملا  
 تو غم تو ہے؟“

~~~~~

ایک رورہ دلوں فصل السرحاں لکھی میں سوار مرزا کے مکان کے یاس سے
 اہس میں بحر گرد رگے، مرزا کو یہ حلا لیا ہوں نے اس مسموں کا رقعہ دلوں جی
 کو لکھ بھیجا۔ ”آج مجھ کو اس تدرید امت ہوئی ہے کہ شرم کے مائے میں س گڑا
 حاتا ہوں اس سے نہ ماہ اور کیا مالالتقی ہو سکتی ہے کہ آپ کبھی کبھی تو اس طرف سے

میرزا غالب

میرزا غالب نے صغار مددہ دل اور خوش مزاج تھے، ان کی بہ خوش مزاجی ان کے
 حطوں میں بھی چمکی تھی سنگدستی کے دنوں میں حبش و غمرہ مدد تھی اور بیے ملائے
 کا ساماں جہاں تھا اپنے ایک حط میں اسی حالت کو یوں ساں کرتے ہیں۔
 ’سرمدی اصح کا دفت ہے‘ حارث احوب پڑتا ہے، ’گھنٹی سامنے رکھی ہوئی ہے‘
 دو حرف لکھتا ہوں، ’مجھ تانا تانا ہوں‘ آگ میں گرمی ہی گرمی آتش نے کہاں کہ
 حب و حریت نے نور ازگ و پے میں دوڑ گئی دل لوانا ہو گیا، و ما، غ روتس ہو گیا
 نص ماطقہ کو واحد ہم پہنچا، ساقی کوثر کا مددہ اور ستہ لب، اے غصہ
 اے غصہ؟

~~~~~

ایک حط میں رسات کی ستدت کا ذکر کرتے کرتے لکھے ہیں۔  
 ”دیواں حالے کا حال محل سرا سے مدد ہے میں مرے سے نہیں ڈرا  
 بعداں را حب سے گھبراگا ہوں، چھت پھلنی ہو گئی ہے، اور دو گھنٹے  
 برسے کو چھت چار گھنٹے رستی ہے۔“

~~~~~

ایک دوست کو دسمبر ۱۸۵۵ء کی آخری ماریچوں میں حط لکھا۔ انہوں نے
 اس کا جواب جنوری ۱۸۵۹ء کی پہلی تاریخ کو دیا اس کے جواب میں غالب
 انہیں لکھے ہیں۔ ”دیکھو صاحب! یہ مایں ہم کو یسدہیں ۱۸۵۸ء کے

”حسرت آج میں، محسوسہ کی ضرورت گھبراہٹ پر کھرنی کا درجہ ہے اس
کی کھریں میں بے خوف کھانسی کھریوں کا کھانا تھا کہ نصاحت و لاعنف کا
درد دارہ کھل گنا دیکھے میں کیسا فصیح و بلیغ ہو گیا ہوں۔
میرزا صاحب چہک کر بولے۔

”ارے میاں میں کوس کوس گئے، میرے بچپن اڑے کے پیل کی پیلپاں
کوس نہ کھالیں، جو چہ طسق روش ہوتا ہے،

تیسے سے

ایک مارا ہے شاگردوں سے کہے گئے۔
”حب میں مر جاؤں تو کہیں سے لانا کھس لانا اور اس میں مجھ کو لیٹ کر
رکھ دیا“

شاگردوں نے پوچھا ”اس سے کیا فائدہ؟“
میرزا نے جواب دیا ”حب مسکے کیریں آٹھ گے تو برا ما کھس دیکھ کر
سوال و جواب کے بعد ہی ریلٹ حاش۔

=====

ایک روز کسی صحبت، و شعر و سخن میں مولانا صہبائی کا ذکر آیا میرا بے کہا کہ مولانا
 بے بھی کا عجیب و غریب تخلص رکھا ہے، عمر بھر میں ایک جیتو بھی مصیب نہیں
 ہوئی اور صہبائی تخلص رکھا ہے، 'سماں اللہ قرناں مانے' اس اتفاق کے
 اور مدئے حائے اس تخلص کے۔

۱۱/۲۵۹

میرا بے حضرت صاحب عالم مارہروی سے ال کا بس ولادت دریافت
 کیا، ابہوں بے کہا کہ میرا سال ولادت لفظ تاریخ سے نکلا ہے جس کا عدد ۱۲۱۱ھ
 ہے میرا کی ولادت ۱۲۱۲ھ میں واقع ہوئی تھی، چنانچہ اس کے جواب میں میرا
 بے شعر لکھ بھیا ہے

ہاتف شب سُر کر نہ چچیا

اں کی ماریع مسراتارچیا

~~~~~

سردلوں کے دن تھے، ایک نواب صاحب مہرا کے ہاں مشرف لائے میرا  
 بے ایک گلاس شراب سے بھر کر ش کے آگے رکھ دیا  
 نواب صاحب لو لے "میں تو نہ کچھ چکا ہوں۔  
 مہرا صاحب بے حرمت ردہ ہو کر بوتھیا  
 "کیا حادثے میں بھی؟"

~~~~~

مہرا کے ایک شاگرد نے اُن سے کہا

مولوی صاحب ورامے لکھے

”اگر جہنم میں بھی اُردو کی حمانت اور نصرت میں کوئی جلسہ منعقد ہو تو میں
وہاں بھی حوشتی سے جائے کو موجود ہوں“

۱۱۱۵۹

مولانا ابوالکلام آزاد میسجیل الہ آباد میں مدد بھی اس رمانے کا ایک مرید

لطیفہ راہی کی رمانی سنئے

’حاصل میں میری کوٹھڑی کے عسل سامے ایک دوسری کوٹھڑی کے عسل
سامے ایک دوسری کوٹھڑی میں کوئی چھپی مدی رہتا تھا مگر رمان کی میٹھا لگی کے
باعث ہم دونوں آئیس میں مات چیب ہنس کر سکتے تھے، ایک دوسرے کا منہ تک
کر رہ جاتے ع

رمان مار میں ترکی میں ترکی بھی دایم

اس چٹنی کو یہ معلوم نہ تھا کہ میں کس حرم میں ماحود ہوں، عالیا سو جا رہتا ہوگا
آخر ایک دن اس سے رہ گیا میرے سامے اُکر کھڑا ہوگا اور اہسا ہا کھ لہرائے لگا
یہی یہاں کیسے آئے ہو؟ میں کما حواس دیا حاموش رہا تو اس نے یو بھیا
”ادیم؟“ ”نسی کیا ایم کے معاملے میں کیڑے لگے ہو؟“

میں نے بھی میں سر ہلایا تو اس نے اے اے لہ کھ کو اپنے گلے بھیری کی طرح پھیرا
یہی کسی کو قتل کا ہے؟ میں نے پھر سر ہلایا تو آخر اس نے ہونچا ”کامدھی“
اس رہیں نے اشات میں سر ہلایا تو وہ بالکل مطمئن ہوگا، گویا اس کے رد تک
کامدھی بھی ماحارایوں اور قتل کی طرح حرائم میں داخل ہے

حب کا گھر میں ایک سالے کی حرکت شروع کی اور گامدھی جی نے ولانا محمد علی کو ہر
 کوئی ایک سالے اور رسول ماری کی حرکت میں حصہ لیسے کی دعوت دی تو مولانا نے
 فرمایا "میں کمالک ساڈوں گا" قوم کے علم میں دس سال سے شکر جو سارا ہو۔"
 (مولانا کو دماسٹیس کا عارضہ تھا)

11,209

28/11/92

سلسلہ کی دعوت میں جہاں سب اُدھے اور سرکاری طبقے کے افراد موجود تھے
 مولانا محمد علی کو ہر بھی ایسے فقراء لباس میں وہاں موجود تھے گھنگوڑے درماں میں، د
 رسی بھی کسی ماسیر اُنکھ کر مولانا نے اگر سری میں لولنا شروع کر دیا اس کوں اں
 کے سامنے بکتا وہاں ایک ہمدو رانی بھی موجود تھیں اں سے رہا گیا ایک
 مولوی صاحب کوںوں فرما کر سری نوٹے دکھ کر پوچھ بیٹھیں
 "ولانا آپ نے اتسی اچھی انگریزی کہاں سے سیکھی ہے؟"

ولانا نے جواب دیا "میں نے اگر سری ایک معمولی سے نصی سے سیکھی ہے"
 رانی نے حیرت زدہ لہجہ میں پوچھا "کمالام سے اس نصی کا؟"
 مولانا نے ہمت سادگی سے جواب دیا "آکسفورڈ"
 ولانا کے اسی جواب پر ساری محفل ریحراں رہا رہی گئی۔

~~~~~

حب مولوی عبدالحی اور گاماد سے انیس رنی اُر دو کا دفتر دلی لے آئے  
 تو شیخ محمد اسماعیل ہانی ہی اں سے درانگج میں ملے اور کہا "اگر بانی پت میں اُردو  
 کی روتج دانشاغب کے لئے کوئی جلسہ کا جائے لو کمالآپ شریف نے آس گئے؟"



سلیمؑ کو پھر دکھ اُٹھے اور کہے لگے ”لانا والدہ داد ہے“

مولانا کے مالا جانے کے سچے ایک کوٹھڑی تھی وہ لانا ایک محدود فصر  
کو رہنے کے لئے دی تھی وہ محدود ماہرگی میں بیٹھا دھوب سیک رہا تھا  
جب اس کے کان میں یہ مصرعہ ڈالا ”احتیاء جلا اُٹھا“ داد و رحتی کرے والا  
کاہر“ لانا نے مسکرا کر سلیم صاحب سے کہا۔  
”یہی مولوی صاحب، سرسکٹ مل گیا“



ایک دور لانا فسطح الحسن بہار پوری طلباء کا فلسفہ کاہ درس ہے  
تھے کہ اس کا خیال اسطاری ہے، احتیاری ہیں، بہار اور ہرے کا،  
غیر ارادہ کے حالی کے پیچ جاتا ہے

درس کے بعد طلباء کو لکر مسجد سے نکلے راہ میں ایک جگہ پار ہو رہا تھا اور  
ہنس سے آدمی جمع تھے، آپ علم و فضل کے ماحور بہار، رنگیں مراح واقع ہوئے  
تھے، چاہے طلباء کو چھوڑ کر پار دیکھتے میں معروض ہو گئے، طلباء نے حور دیکھا  
لوٹے حیراں ہو کر کہنے لگے

”میں لانا کہاں، علم و فضل اور کہاں، مراح رنگ، حرکت آپ کی تال  
کے تالیاں ہیں“

مولانا نے جواب دیا ”ابھی نوپڑہ کر آئے ہو، اس کا حال اسطاری سے  
احتیاری ہیں، پھر مجھ پر اعتراض کیوں کرے ہو، داد اس کا کردار اور مجھے ماح سے  
لطف اُٹھائے دو۔“

الغای سے ایک کساں آگیا رئیس صاحب نے کہا ' یہ بررگ خود آرام کر رہے  
 ہیں اں کو یکھا جھل " وہ بخارہ پکھا بھلے لگا ' بھوڑی دیر بعد اس نے آہستہ  
 سے رئیس صاحب سے پوچھا " یہ بررگ کون ہیں ؟ رئیس صاحب نے جواب دیا '  
 " کم عجب ا توں بررگ کو ہمیں حاشا حالاً مکہ سائے ہندوستان میں اں کا شہرہ ہو  
 رہا ہے ' یہ مولوی حاشی میں " اس بررگ کساں نے بڑے تعجب سے کہا " جی ' کبھی  
 ہانی بھی مولوی ہوئے میں ؟ دوہ کساں حاشی کو ہانی یعنی ہل ملائے والا سمجھا " ولانا  
 یہ جس کو بھڑک اٹھے ' فوراً اٹھ کر رئیس سے کہنے لگے " حضرت ' اس تخلص کی داد  
 آج ملی ہے ' "



ایک بار مولوی محمد یحییٰ سہاے مولانا حاشی کو اپنی سادی میں پانی پت ملا نا  
 سادی کے بعد مولانا حاشی مولوی محمد اسماعیل میرٹھی اور بعض دوسرے بررگ  
 بیٹھے آپس میں گفتگو کر رہے تھے ' اسماعیل میرٹھی مسکرائے ہوئے تھا صاحب  
 سے بولے ' اب آپ اس تخلص بدل دیں کیونکہ اب آپ تبہا نہیں رہے ' "  
 اس سے مولانا حاشی نے فرمایا کہ " ہمیں مولوی صاحب ' بہ مات ہمیں ' تن ہا لو  
 نہ ابھی ہوئے ہیں " اس حودت طبع پر تمام مجلس حیراں رہ گئی ۔



مولانا حاشی کے معامی دوسروں میں مولوی وحید الدین سلم بھے ' حب نہ  
 پانی پت رواہ ہوئے تو رواہ مولانا حاشی کے پاس مار کر گھنٹوں بٹھا کرے ' تھے  
 ایک روز صبح ہی صبح پہنچے ' مولانا نے رات کو کوئی غزل کہی تھی وہ انکو سنا

ے فرما، کتاب نوٹری اچھی سے لکھ اس کی حلد سوز کے جیڑے کی ہے،  
دلی صاحب نے، العاطف سے قولاً حول بڑھے ہوئے نوراً بھیجے مہٹ گئے  
اور کتاب ایسے سے اسکا کر دیا۔



محمّد ایجوکیشن کا مدرس کے ایک سالہ جلسے میں مولوی رحیل الدین مسکن  
نے اپنی ایک نثری درد انگیز قومی نظم حاضرین جلسہ کو سنائی سامعین پر رقت  
طاری ہو گئی نظم کے حاتمہ پر لوات محسن الملک نے اٹھ کر کہا ”مولوی رحیل الدین  
صاحب نے اپنا تعلق تو مسکن رکھا ہے، مگر نظم ایسی سنائی کہ دوسریں کو مسل کر دیا“



تمس العلماء مولانا داکاء الشد وقت کے بڑے ہاسد تھے، ان کا معمول تھا کہ  
درداء دل کے ٹھک لوجھے اپنے گھر سے نکل کر کہیں جایا کرتے تھے مولوی حسا  
دہلی کے کوچہ چبلاں میں رہتے تھے، ایک دن حواہر بیکلے کو سرسید کے لڑکے سعد  
محمود گھڑی لے کر اپنے مکان کے آگے ان کے اسطاریں پہلے نظر آئے مولانا نے  
لو جھیا ”ساں اسباں کیوں ٹہل رہے ہو؟“ سعد محمود نے جواب دیا ”جی امیں اسی گھڑی  
کو جانی دیا بھول گیا تھا“ اسلئے وہ سعد ہو گئی، میں اب آپ کے اسطاریں ٹہل  
رہا تھا مگر ایسی گھڑی درست کر لوں؟“



ایک مرتبہ مولانا محالی سہارن پور گئے اور وہاں کے ایک معزز رئیس رمداد  
کے پاس ٹھہرے گرمی کے دن تھے اور مولانا کو بے میں لیٹے ہوئے تھے اسی وقت

کہنے میں کوئی مصائب ہے لوے شک احقر تیرے کہا بھی درست ہمیں “



دلی میں ایک کیشیل کا عرس ہو رہی تھی اور مدبرا احمد تقریر کر رہے تھے اسے اس  
لارڈ کمر سٹریٹ لائے مولوی صاحب چند مرٹ تقریر کر کے بیٹھ گئے، کقوڑی دیر  
کے بعد جب لارڈ صاحب رحمت ہوئے تو مولوی صاحب پھر تقریر کرنے کھڑے  
ہوئے اور اس آیت کے ساتھ تقریر شروع کی

وہا حاء الحی و رہی الساطل ان الساطل کاں رہو فاط

”حق آیا اور ماطل جلا گیا عینک ماطل کو چلا حاما ہے“

لارڈ کمر عری حاتے تھے سمجھ گئے کہ مڈھے لے کا خوب چوٹ کی ہے۔



مولانا عبدالمکرم شرر کا مادل ”مدرا السار کی وصیت“ شائع ہوا، لخواجہ جس  
لطامی لے ڈپٹی مدبرا احمد سے پوچھا ”حضرت پر دے کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟“  
ڈپٹی صاحب نے فرمایا ”کس کے پر دے کے متعلق جواب دلوں، رمانہ دہ آگیا  
سے کہ اب تو لڑکوں کو بھی پردہ کرنا چاہیے“



ڈپٹی مدیر احمد دہلوی کے پاس عری کی ایک کتاب بھی، دلی کے ایک مولوی  
صاحب اس کتاب کو دیکھنے کے شائق تھے، تعلقات کچھ اس قسم کے تھے کہ ڈپٹی  
صاحب ہر ایک کر کرتے دیا جانتے تھے، مولوی صاحب کے اصرار پر آخر انہیں  
ایک دل کتاب ویسی پڑی کتاب مولوی صاحب کی طرف بڑھا ہے، مولوی صاحب

ایک مارا سارہ دوق یہ قصہ لکھ رہے تھے ع

شب کو میں اسے میرا سر حواب راحت

اسے میں ایک چڑھا کر اس کے سر پر بیٹھ گئی، یہ عالم عویس میں بیٹھ رہے  
کچھ پتہ چلا تو اسے اڑا دیا، وہ بھیراں کر بیٹھ گئی، پھر اڑا دیا، پھر آٹھٹی، قرع  
ہی حافظ درآں بیٹھ تھے، حافظ صاحب مامتا تھے، یو چھا، کیا ہے؟ دون  
نے حال بیان کیا تو دیر آں لو لے، ہمارے سر پر ہیں بیٹھتی؟ ابھوں نے حواب  
دیا، کیونکہ بیٹھے، حاسی ہے کہ ہوتا ہے عالم، حافظ ہے ابھی لسم اللہ  
الہا کر کر دیکھا، دلوانی ہے، حوتہا ہے سر پر آئے؟

امیر مسائی کو حب اس کے ایک ہم عصر نے اپنا شعر سنا

مے حباب اس کو کا شو حسی مے مری حویل میں

ایک باب اسی کہی حامے سے ماہر ہو گا

نوا میر بیانی مے تمام سے کہا، عالنا آئے اس ٹری کی کہہ دما ہو گا۔

ایک مرمر علماء میں تحت جیل مکی کہ احیر شریف، تو لہر شریف بعد شریف

کہا حار ہے ما حار، بعض علماء اس کے موافق تھے اور بعض مخالف، ایک شخص

نے مولوی بدر احمد سے بھی فتوے طلب کیا ابھوں نے حواب دیا، اگر مراح شریف

پہچھے پہچھے ٹٹولتے ہوئے کھانگتے رہے



ایک دن کوئی صاحب ماسح سے ملاقات کو آئے ال کے ہاتھ میں جھڑی بھی  
اتفاقاً ماڈل کے آگے ایک مٹی کا ڈھلا پڑا تھا، شعل سیکاری سے لگ کر آہستہ  
آہستہ جھڑی کی ٹوک سے پورے لگے ماسح بے دکھا تو ابھیں بے حد  
ماگوار گرا، نوکر کو آوار دی اور فرمایا ”ساں ایک ٹوکری مٹی کے ڈھیلوں کی  
بھر کر ال کے سامنے رکھ دو“ دل لگا کر متوق پورا کر س  
وہ صاحب ترمردہ ہو کر رہ گئے۔



ایک بار ایک سمس بے شے کے تیس چھپے ماسح کی خدمت میں بیٹس  
کئے، اسے میں ایک امر سحرانے آنے جیوں کو اٹھا کر الٹ لیٹ کر دیکھے  
لگے، بصر کے بعد ادھر ادھر کی ماس کرے رہے، ساتھ ہی آپ چھپے  
سے کھیلے لگے، تھینے کی نسطا ہی کا بھی ٹھیس رہا وہ لگی اور ٹوٹ گیا ماسح  
بے تھٹ دوسرا چھپ اٹھا کر سامنے رکھ دیا اور کہا ”اب اس سے شعل مڑانے“



ایک سمس بے ام ماسح کو سحر لگ گیا، نوکر کو بلا کر صوفیہ منگوا  
اس میں سے مکاں کی ماساں نکال کر ال کے حوالے کیں اور نوکر سے کہا  
”بھائی مر دیں؟ بلاؤ اور اسات اٹھا کر لے چلو“  
”دیکھتے کیا مورا مکاں پر یہ صبر کر چکے، اسات ہو کر اسات بھی اٹھ سے



اں صاحب ے سارہ لوجی سے جواب دیا " آپ مار پڑھ رہے تھے اسلئے " دآرے جیسہ کہا " حضرت ایس مار ہی پڑھ رہا تھا کوئی لاجل تو ایس پڑھ رہا تھا



حضرت دآرے تعزکہ رہے تھے اں کی روالی اور حسگی دکھ کر مطرعاں مآرق ے کہا " خدا حائے اکس طرح شعر کہتے ہیں در اسی دیر ہیں ہونی اور آپ شعر کہہ دتے س ؟

دآرے لوجھا " کھنٹی تم شعر کس طرح کہتے ہو ؟

مآرق ے جواب دیا " حضرت ایہم لو کس خاص وقت یلگ کر لیت کر عتہ سامے رکھ کر فکر سخی کا کرتے ہیں کسھی اس طرف کر وٹائی کسھی اس طرف کسھی لیت کسھی بیٹھے " ک کس کوئی شعر نکالے "

مآرق کر استاد دآرے کہا " تم شعر کہتے ہیں ملکہ جیسے ہو "۔



استاد دآرے جواب الہی بخش سے یا س بیٹھے عرل بر اصلاح دے رہے تھے حسن کا ایک مصرع یہ لکھا۔ ع

کوں روم ہے یہ لگ کر مارے کی دیوار سے

اتے س ایک سدا گر جواب صاحب کی خدمت میں آما اہوں ے اسکی لائی ہوئی جیروں س سے ایک اصعبانی ملواری سدا کی اور استاد کی طرف دکھ کر فرمایا اس صعبی میں یہاں تک تنوں ہے تلوار سے

استاد دآرے نے اکملہ مائل کا اور پھر مصرع لکھا کر سمور دیں کر دیا



اُٹھتے اُٹھتے یہ فی الدبہ شعر پڑھا ہے

رات کو لھا آسماں یہ مادہ احکم کا جو

صبح کو حور سدجہ لکا تو مطلع صاف لھا

حد اعلیٰ شعر میں کرامت بھی یا طلسم، انا ما نا مادشاہ کے علاوہ اور لوگ

بھی موجود ہوئے اور مشاعرے کا اہل سراپا آغا ہو گیا۔



ایک مساعری میں آج اس وقت پہنچے جب جلسہ ختم ہو چکا تھا لہٰذا  
آتش موجود تھی، انہوں نے آتش سے لوجھا ”کیا ساعرہ ہو چکا“ خواب ملائی ہاں  
سب کو آپ کا افسانہ۔“

آج نے ایسے نا اہل محفل کی رعایت سے شعر ملا تا مل پڑھا ہے

جو حاضرین وہ تریب گروہ عام ہیں

شمار دارہ سلج میں اسام ہیں



کہتے ہیں لو اسرارِ دآع ایک مار مار پڑھ رہے تھے کہ کوئی صاحب ملاقات  
کئے آئے، اور دآع کو مار میں مصروف دیکھ کر اُٹے ہر مل واپس چلے گئے دآع  
نے آہستہ آہستہ لی تھی ”سلام پھیر کر ملازم کو دوڑایا کہ دیکھو اور معلوم کر دو کہ ابھی کون سا  
تربیب لائے تھے“ انہیں واپس ملا ”ملازم سے دوڑ کر ان صاحب کو روکا اور اپنے  
ساتھ لے آیا

دآع نے دہراوت کا ”صہرت“ ایہ اب پہلے کیوں گئے تھے“

میں رہے ہندو تھے، رکھ لے مری پیاری رورہ  
 سدی رکھ لے گی سرے مدے سراری رورہ  
 نواب لے احتیاط ہنس ٹرے اور بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

مڈب رس مانگہ سرسارہ کا "مساء آراؤ" اودھ احبار میں قسط دار چھپتا تھا  
 اور اس کی وجہ سے ان کے حریدار بھی بہت تھے مٹیسی بول کشور اس کے مالک تھے  
 اعلیٰ سے سرشار صاحب لکھ دما کہ حوجی لے فرولی مار کر خود کستی کر لی  
 مٹیسی جی لے ٹرھا لو گھر لے، سرتار صاحب کو ملایا اور کچھ لے کر کچھ لہا کر حوس  
 کر یا دوسرے رور سرتار صاحب لے لکھ دما۔  
 "بھئی حوجی کی ایک ادا بھی حب نہیں کھسا احبار بکھا لو وہ بہت چہ  
 مار کر اٹھ بیٹھے۔"

آتش اور تاج کی معاشرہ چشمک کسی معارف کی محاح ہیں آتش  
 کے معاملے میں تاج کو سمتہ بادشا کی مدیرانی حاصل رہی ایک رور ادشاہ  
 کی طرف سے ایک خاص مساعرو بہت دیا کیا اس میں آتش کو دعوت دی گئی  
 نکس حال ہو تھکراں کے تاکر دوں کو نظر آ کر دیا گیا حکمہ تاج اپنے مقام  
 تاکر دوں سمت جو دینے، مساعرے کی ایک خاص بات یہ بھی کہ حب کوئی شاعر  
 ایسا کلام نہ کہتا تو اٹھ کر جلا جاتا حب آتش کی ماری آئی لو آتا سحر مودار مو  
 رہے تھے اور ہم مشاعرہ مالک حال بھی جیسے ہی شمع ان کے آگے آئی تو ابھوں

ۛ اس کا نام "ارڈا ماتن" رکھ دیا



تھرے مکھویں کسی۔ لوچا 'نواں حصر' آج کل شاءوں کوں ۛ  
 کما "ایک توں سو دا دوسرا حاکارے"۔ میر کجھ تاں لکھے سائا "دھ توں  
 میر درد" کسی ۛ، "حصر" اور میر تیر صاحب؟ عین ۛں وکر کما  
 "میر تیر بھی شاء ۛں؟ اُہوں ۛ کما "آخر استاد آصف لدلہ کے ۛں کما  
 "میر۔ ۛں لو پوسہ تیں مہی۔



ایک دن استاد نواب صاحب کے ساتھ بیٹھے کھا ما کھائے تھے  
 گرمی ۛں کھرا کو دتاں سرے رکھ دی بھی مُنڈا مواں دیکھ کر نواب صاحب  
 کی طبعیت ۛں میل آتی ہا کہہ ٹھہا کتیجھے ۛں ایک حوول ماری اہوں ۛں صلی  
 ۛں تو پئی ہں لی "ارکھے گے" سحاں اتدا انہیں ۛں برہ کوں ۛں سا کرتے ۛں  
 "داس بچ ۛں کہ سنے سر کھا ما کھائے ۛں نوسلطان دھولیں مارا ۛں"



ایک دن نواب ۛں دردہ رکھا اور حکم دما کہ کوئی آئے نہ مانے سدا اشار کو  
 صردی کام کھا نہ پیجے پہرہ دارے کما "آج حکم ہں آگے آب مالک ۛں"۔  
 بھی اے مراج کے تھے، صردی در تاں مل کما آخر کر کھول دتاں ماری اور عورلوں  
 کی طرح دوپٹہ اوڑھ کر ایک ماردا دارے نواب صاحب کے ساسے حاکٹرے  
 جوئے حوول ہی ان کی نظر پڑی استاد اگلی ماں کر رکھ کر لوئے

اواس کو صرمونی لوٹا بھیجا اور شکایت کے لئے میں کہنے لگے

مرام ے ہم کو سرحد کا قاتل سا

ہنس کر کہا 'حاج عالی' تیر تو اللہ ہی کا تھا، حضور کا۔ دروی کا۔



خواجہ میر درد کے اہل ایک ماس محل سوا کر لی تھی۔ اس میں خواجہ صاحب  
ہے والد کی نصیب "مار عبدلیب" اور اے کلام کا کچھ حصہ سیاں کیا کرتے  
تھے ایک مار سودا سے بات بات ہوتی خواجہ صاحب نے اے کی دعوت دی، سودا  
چپک کر بیٹے "مناجہ" مجھے رہیں بھاتا کر سو کوئے کاٹیں کاٹیں کریں اور  
ح مارار ایک مدامٹھ کر چوں چوں کرے



مر قعی میر عواما بھساں کا کرتے تھے، حب اہل ے مذکرہ نکات استعرا  
لکھا تو ایک شاعر محمد یار مخلص رہا کسا اے بھی اہل کے جواب میں ایک تذکرہ لکھا  
حسن کا نام ایسے دوست محمد معنیق کسودہ کے نام پر 'مذکرہ معتون' لکھا محمد  
معنیق کی عمر اس وقت چالیس برس کی تھی، مگر صاحب نے اہل پر بھیسی کسے حویے  
کہا۔ "معنیق چہل سالہ"



متر صاحب کے ایک گہرے دوست محمد امان اللہ بھی، عربت مخلص کرے تھے  
اہل کی رماں میں لکٹ اور مکلا ہٹ تھی اس نے کبھی کبھی انکس تخلص بھی کرے تھی  
ہمارے کے لئے اکثر ماغوں کی طرف ملے جاتے اور دل بھرویں گدارے، متر صاحب

## سخنورانِ قدیم

اٹھے دقوں کے سموروں کے ہاں طسروم ارج و مدلہ سسھی کے ساتھ سا بھ  
بھیسوں اور صلح جگہ کی بھی بھرا رہتی تھی اس میں سے میرا سودا بھوگوٹی میں  
ٹھہرے ہوئے تھے۔ ایک مارستہ استاد نے یہ عمل ٹھہری ہے

بھڑکی سہی ادا سہی چیں حسین سہی

سب کچھ سہی پرانک بہن کی ہنس سہی

لوہاں اٹھا۔ بے حب۔ شعر پڑھا ہے

گر مار میں کہے سے مڑا ماتے موتم

میری طرف تو دیکھتے میں مار میں سہی

اس وقت سودا خرو عالم پیری کے مادیو مشاعری میں وجود تھے مسکرا کر

لوے ”دیں چہ تک“

صیت و متہتہ

لوہاں اٹھف الدولہ ایک دفعہ تیار کو کہتے حرآلی کہ لوہاں صاحب

بھیسوں کے جنگل میں شیر مارا ہے سودا مارو کر ہمیشہ انعام و اکرام کے مارو

سے دیر بدتھے 'لوراکھا ہے

مارو! یہ اس منجم پیدا ہوا اور مارو

شیر مارو کو جس بھیسوں کے میں مارا

کیوں نہ اس کے معدمہ کی بجائے دائرہ کر دیا جائے؟

سوحارب والا، عرصہ یہ ہے کہ یہ سوجیاں معصومیت اور اسانیت کا ایک حصہ ہیں پھر ان سے مستریں اور بے بھی لوجم لیتے ہیں اور یہ ہم سب کو معلوم ہے کہ فی قبضہ تو تولہ حوں ٹرھا ہے۔

ہمیں ایسے دائرہ میں کی صحبت عریہ ہے اور وہ ہمارے مصنف بھی تو ہیں۔ افس ہم نے اپنے کچھ ادیبوں اور تاساروں کی ادھر ادھر کھری ہوئی کچھ شوجیاں جمع کر دی ہیں کہ حقیقت بھی رہے اور لطاف بھی۔

سرحد ہار کے اردو اعلیٰ فلم کو تو ہم نے تقریباً بھٹلا ہی رکھا ہے، کیا حال ہے اگر چلے چلے ان کے ساتھ بھی حد سے حال ہو جائیں تو؟

حرب ہم نے معدمہ دائرہ کر دیا ہے، آگے آب حایں اور ہاں، یہ مواد بھی لوں ہی لوہیں آگیا، اے چودھری شہزادہ صاحب کی ٹری صاحبہ رادی سہارا ہمالوں صاحبہ اساحا صاحبہ ریکی سن اور پھر مجھے انتخاب کو لے میں محلا کا مشکل بھی، اس لئے ان دونوں کا شکر نہ ادا کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

۶۰ - سی III گلرگ III لاہور عطف دانی

## مقدمہ عدالت میں !

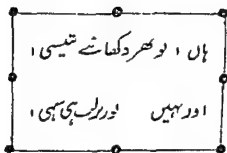
رہنما کا مقدمہ کچھ بھی اس فرض ہو کر رہ گیا ہے، بالکل مادرِ رورہ کی طرح۔  
 کوئی کہنے بھلا، اگر مقدمہ مادرِ رورہ کو کسی قیامت آجائے، — تو کیا جائے،  
 سم ٹھہرے قوم راہی والے کٹ کے کہاں حاشی، اور یوپی قوم سے کہ مقدمے ماری  
 میں لت پت ادھر پنا کھڑا ادھر مقدمہ دائر — فیصلہ ہو رہا کی تلاش ہے،  
 مقدمہ حصر در چلے گا۔

بھرا اس برس کہاں، اکثر لوگ بڑے دھوم دھڑلے سے دکنوں کی حداب  
 حاصل کرتے ہیں — اور بھرا بہتہ در لوک مصنف کی آنکھوں میں دھول  
 تھوکنے کی ہر ممکن کوشش کریں گے، یہی حیرت رانی ستریں مقالی اور دلیل و دلائل کے  
 دریغ، ایسی تہید یا مدح جس گئے ایسی نصا میں گئے کہ مصنف صاحبان ان کے  
 دھوکے میں آکر اصل کو پرچھے کی بجائے آنکھیں سد کر کے چپ چاپ فیصلہ دے  
 ڈالیں گے۔

کچھ ہی حال کتابی دکان کا ہے، مگر "مقدمہ مادر" مادرِ رورہ کا قاری کو ایسے ایسے  
 ہوشیاروں سے رام کرتے ہیں کہ تو ہی بھلی کتاب میں حوادہ مرا آئے نہ آئے دساجہ کا  
 نول مرچ میں کو اس سالہ راہ چٹپٹا سا دتا ہے کہ قاری ان چٹخاروں میں کھو  
 کر رہ گیا ہے گوارا ہم کرنا — کہ — اصل حوادہ کی صحت پر کٹا کر ڈالنے کا  
 مرچ سالوں سے نو دے بھی ڈاکٹر نے برسرِ ما ہے، اس پر ہم نے سوچا کہ

# اُن کے نام

حجمیت کے بلج گھوڑی کی کہ بھی مسکرا ماحاتے ہیں اا





# نثر کاٹے سخن

سحوراں سدھم۔

میرزا عالت۔

اکثرالہ آبادی۔

سر سدا احمد خاں۔

علامہ اقبال۔

مولانا طغر علی خاں

حکمراد آبادی

فراق گورکھی پوری۔

خوش ملیح آبادی۔

کسور بہدر سنگھ سدھی۔

اسرار الحق بخٹار۔

سعادت حسن منٹو۔

محبت لاپوری

حقیقہ خالد دھری۔

کبھالال کیور۔

متفرقات رد و ردیدہ



**sedhana publications**  
**D-41 GULMOHAR PARK**  
**(JOURNALISTS COLONY,**  
**NEW DELHI 110049**

**VIJETA OFFSET PRINTERS**

# ۶۱ اہلِ قلم کی شوخیاں

نامور ادیبوں شاعروں کے لطیفے

مرتب

عطشِ درانی



۲ اہل قلم کی شوخیاں

11,209  
254192



१५  
आहेले कलमा की शोखियों

By  
अवश दुशनी

